

نشأة اسلامية كالمدير علمي وديني عبده

لا يشترط
١٤٠٥ هـ



أكوثره خشت

امامه



مدير

سميح الحق

سرپرست

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

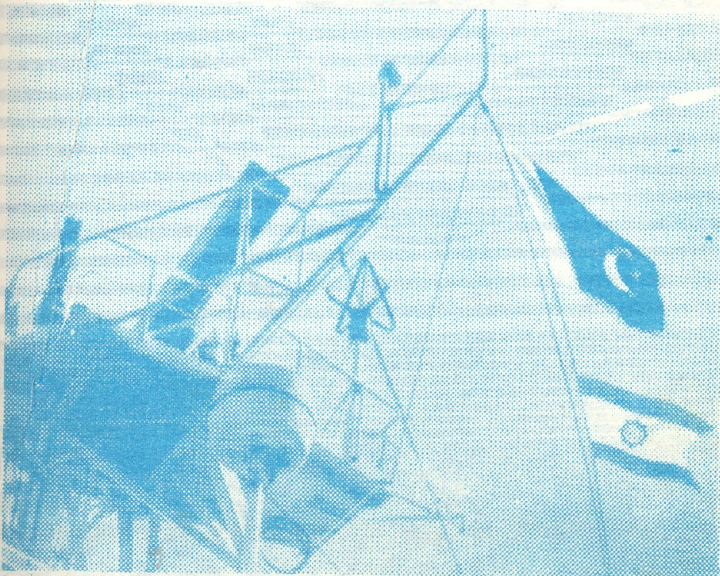
پنی این ایس سی کے لئے قومی پرچم بردار جہاز راں ادارہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟



اس مقصد کے حصول کیلئے ہم یورپی
لگن کے ساتھ کام کر رہے ہیں قومی
پرچم بردار جہاز راں ادارہ ہونے کے
اعزاز نے ہمیں ایک ایسا دلورہ بخشا
ہے جس نے قوم کی طرف سے عائد
ہی ہوئی ذمہ داریوں کو پورا
کرنے میں ہمیں کامیاب کیا ہے

اب جبکہ پی این ایس سی کے
جہاز دنیا کے تمام بڑے بندر گاہوں
میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں
ہم اپنی کارکردگی میں کوئی کمی نہیں
چھوڑ سکتے۔ ہمیں اپنے تمام تر وسائل
اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر قوم کو
بہتر سے بہتر خدمت فراہم کرنا ہے۔

پاکستان نیشنل
شپنگ کارپوریشن
قومی پرچم بردار جہاز راں ادارہ



ایسے بی سی (آڈٹ ہیرو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہ دعوت الحق

قرآن و سنت کی تعلیمات کا علمبردار

فون نمبر: ۲۰۰۳

شعبان ۱۴۰۳ھ

مئی ۱۹۸۳ء

فون نمبر: ۲۰۰۳

جلد نمبر : ۱۸

شمارہ نمبر : ۸

ماہنامہ الحق

اکوڑہ خشک

مدیر : سمیع الحق

۲	سمیع الحق	نقش آغاز
۵	حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی	جوہر انسانیت (علم و عمل و اخلاص)
۱۵	ابوالفضل نجیب رمان	بغداد اسلامی ثقافت کا مرکز
۲۳	قاضی عبدالعلیم اشرف خانی	مولانا عبدالحلیم اخوندزادہ مردانی
۲۹	حکیم محمد سعید ہمدرد	جوان امر و زستہ خطاب
۳۱	مولانا مدد راللہ مدد ر	تحریک روشنی و دعاوی نظریات
۳۷	ڈاکٹر حمید اللہ پیرس	فرعون کی لاش؟ (مکتوب فرانس)
۳۹	سکریٹری وزارت مذہبی امور	مبارک باد
۴۳	مولانا عبد القیوم حقانی	جہاد افغانستان اور دارالعلوم حقانیہ
۴۷	دکتور عبداللہ عزام عرب امارات	جہاد افغانستان، مولانا جلال الدین حقانی (انٹرویو)
۵۱	مولانا محمد ابراہیم خانی	مولانا قطب الدین غوری غشتوی
۵۷	ادارہ	دارالعلوم دیوبند، تازہ حالات
۵۹	مولانا عبد القیوم حقانی	دارالعلوم کے شب و روز
۶۱	ادارہ	تعارف و تبصرہ کتب

پاکستان میں سالانہ ۳ روپے — فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک بحری ڈاک ۳ پونڈ — ہوائی ڈاک ۵ پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس اپنا در سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک سے شائع کیا

نقش آغاز

حق و باطل کی کشمکش تاریخ اقوام و ملل کا ایک مسلسل عمل ہے ہمارے ہاں دیگر فرق باطلہ کی طرح قادیانیت بھی ایک ایسی تحریک ہے جو اپنے آغاز سے چراغِ مصطفویٰ سے سیتزہ کار رہی ہے۔ امتِ مسلمہ کے خلاف متواتر ریشہ دو اینوں کے سلسلہ میں ۲۹ مئی ۱۹۶۴ء کو ریلوے اسٹیشن کا حادثہ پیش آیا مسلمانوں کا پیمانہ صبر جو بے زیرِ سوچ کا حقاً چھلک پڑا۔ جو آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی بھڑک اٹھی اور ۱۹۶۴ء کی عظیم تحریک ختم نبوت کی شکل میں قادیانیوں کو بھسم کر گئی اور امت نے آئینی طور پر بھی حبدِ ملت کے اس ناسور کو کاٹ کر الگ کر دیا۔ تب سے لیکر اب تک قادیانی پاکستان میں ختم نبوت کے نام لیواؤں سے انتقام اور دلازاری کا کوئی علائقہ یا درپردہ موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

ان دنوں مجلس ختم نبوت پاکستان سیاکوٹ کے ایک مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کی گٹرگی کا مسئلہ دینی و علمی حلقوں کے تشویش و اضطراب میں دن بدن اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ ۲۰ فروری کو اغوا ہونے والے اس مبلغ ختم نبوت کو آج سو دن پورے ہونے کو ہیں مگر ان کی زندگی یا موت کے بارے میں حکومت کوئی سراغ لگانے میں ناکام رہی ہے۔ اس معاملہ کی نزاکت اس وجہ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اسی مولانا اسلم قریشی پر مرزائی ”شاہی خاندان“ کے ایک اہم اور بین الاقوامی مہرے جناب ایم ایم احمد پیر قاتلانہ حملہ کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور وہ مرزا اب بھی ہوئے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر بظاہر ایک گمنام اور غیر معروف مبلغ کو اتنا عرصہ تک روپوش رکھا جاسکتا ہے۔ اور ایسے منظم منصوبے کے ساتھ کہ حکومت اپنی ساری مشینری کے ساتھ تاحال بے بس ہے تو یہ اسی ”مرزائی ٹوے“ ہی کی بڑے پیمانہ پر انتقامی کارروائی ہی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ انتقام نہیں ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ مرزائیوں کا ایک ”ٹسٹ“ اور وہ ایک بار پھر مسلمانوں کی حمیت و غیرت کو آزمانا چاہتے ہیں

مگر ایسا لگتا ہے کہ ۲۹ مئی ۱۹۶۴ء سے قبل کی حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت کو بھی اس مسئلہ کی نزاکت و اہمیت کا پورا احساس نہیں اور اگر ایسا ہے تو یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی۔ ہر نئے آؤلا ایک جنگاری

ہوتی ہے پھر طوفانِ بلا خیز بن جاتا ہے۔ صاف بات ہے کہ جب مجلس تحفظِ ختمِ نبوت اور ملک کی دیگر جماعتیں اور تنظیمیں اس مسئلہ میں مرزائیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر کو شمولِ تفتیش کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں تو ملک کا کون سا ایسا آئین اور قانون ہے جس نے بنی آخر الزمان کے ان باغیوں کو تحفظ دے رکھا ہے۔ مولانا اسلم قریشی کا مسئلہ ان کے اغواء ہونے کے جلد ہی بد ہم لوگوں نے وفاقی مجلسِ شوریٰ کے فروری کے اختتامی اجلاس میں تحریک التواء کی صورت میں اٹھایا اس وقت وزیر داخلہ نے کہا، کہ حکومت اس معاملہ میں پوری تندی سے تفتیش کر رہی ہے۔ خود صدرِ محترم بھی اس بارہ میں ایسے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں لیکن اگر مارشل لاء جیسے با اختیار نظامِ حکومت میں ایک مذہبی شخص کا معصوم حل نہیں ہو سکتا تو پھر کوئی بھی اپنی حفاظت و امان کی خیر نہیں مناسکے گا۔ پچھلے دورِ ظلم و ستم میں سیاسی اغواء ہوا کرتے تھے۔ موجودہ حکومت کا دامن ان شرمناک دھبوں سے پاک رہا۔ لیکن اس مذہبی اغواء کے تدارک و تلافی میں اگر حکومت ناکام رہی تو اس کے سامنے پچھلے سارے سیاسی داغ و صبے ماند پڑ جائیں گے۔

۱۹۷۳ء کے آئین میں متفقہ ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم قرار پانے والے قادیانی جماعت کی سرگرمی افراد اشخاص تک محدود نہیں بلکہ وہ اپنے خفیہ کارندوں کے ذریعہ جو سرکاری شعبوں میں مارِ آستین کی طرح مصروف کار رہتی ہے۔ اور وقفے وقفے سے ڈنگ مار کر حکومت اور عام مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب کا سامان مہیا کرتی رہتی ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے تعطل یا تنسیخ کے آرڈیننس میں قادیانیت سے متعلق ترمیم کو سبوتاژ کرنے کی خفیہ سازش سے پوری قوم تھلا اٹھی وہ تو خوش قسمتی تھی کہ صدرِ پاکستان نے اسے اپنے فرمانِ مجریہ ۱۹۷۲ء کے ذریعہ زیادہ جاندار اور موثر طور پر تحفظ دیا پھر پاسپورٹ کے فارموں میں ایسی ہی خفیہ ڈنڈی ماری گئی۔ اور اب خبر آئی ہے کہ وفاقی وزارتِ خزانہ کے ایک سرکلہ میں بنکوں کے ان کھاتے داروں کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ کر دینے کی ہدایت کی گئی ہے جو ”قادیانی مسلم“ یا ”احمدی مسلم“ ہونے کے حلیفہ بیانات داخل کرائیں مسلمانوں کی یہ حیرت اور استعجاب بالکل بجا ہے کہ ایک سرکاری سرکلہ میں ”قادیانی مسلم“ یا ”احمدی مسلم“ کی اصطلاح کو آخر نثرارت یا حماقت یا جہالت کی کونسی قسم پر محمول کیا جائے اس نہایت قابلِ اعتراض اور ناقابلِ برداشت جبارت کی کوئی تاویل بھی کی جائے تو کس طرح؟ آخر مسلمانوں کے ساتھ اور حضورِ ختمی مرتبتؐ کی شانِ ختمِ نبوت کیساتھ یہ کھیل اور آنکھ پھولی کب تک جاری رہے گی؟ ہونا تو یہ تھا کہ آئینی ترمیم کے تحت فوری قانون سازی کی جاتی اسلامی اصطلاحات و شعائر اسلامی ناموں

اور امتیازات و شخصیات کو استعمال کرنے پر سخت ترین تعزیری مزاں مقرر کر دی جاتی ہیں۔ مگر اسکی بجائے وقفہ وقفہ سے سرکار دالاتبار سے منسلک ادارے انہیں "مسلمان" ہونے کے تمنغوں سے نوازتے رہے۔ ٹی وی پر ایک سائل پوچھتا ہے کہ نوبل انعام یافتہ "مسلمان سائنسدان" کون ہے؟ جواب میں اس مسلمان کا قالب قادیانیوں کے نفس ناطقہ ڈاکٹر عبدالسلام پر فٹ کر لیا جاتا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق عالم اسلام کے مسلمان سائنسدانوں کا سینما ہوتا ہے۔ تو ان مسلمان سائنسدانوں کو خصوصی بریفنگ دینے ان کی پذیرائی اور رہنمائی کیلئے ملت اسلامیہ پاکستان سے جو مسلمان سائنسدان پیش پیش رہتا ہے۔ اس کا نام ہوتا ہے "عبدالسلام" قادیانی۔ الغرض نگوں کے نام سرکار میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کارستانی نہیں مگر معاملہ ہے ایسے درپردہ قادیانی اور ان کے بھائی بند دینی حس سے عاری مسلمان کہلانے والے اہل کاروں کو بے نقاب کرنے اور ان کو عبرتناک سزا دینے کا جب تک ایسا نہیں ہوگا ملت مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔



اسلام آباد میں کسی سرکاری دومن ورکنگ گروپ نے ملک کے اقتصادی اور معاشرتی پسماندگی کا حل یہ دریافت کر لیا ہے کہ اگلے پانچ سالہ منصوبہ کے دوران عورتوں کے پردے کے خلاف ہم چلائی جائے اور عورتوں کو ملکی معیشت میں فعال کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کونسے لوگ ہیں اور کونسا ورکنگ گروپ ہے۔ ایسی ہی ایک دومن ڈویژن کی سربراہ خاتون نے پچھلے دنوں برقعہ اور چادر کو عورتوں کی صحت کیلئے مضر قرار دیا تھا۔ مگر بے پردگی ایک ایسا گھسا پٹا موضوع ہے کہ جب بھی مغرب نے عالم اسلام کے اخلاق و اقدار پر شکنجہ مارا۔ ان ساری ثقافتی و اخلاقی بربادیوں کا مقدمہ الحیش ہی مسئلہ بنا رہا۔ اب عالم اسلام آزاد ہوا ہے مسلمانوں نے انگڑائی لی ہے مگر عورتوں کے حقوق کی آڑ میں عورتوں پر ظلم و ستم اور خواتین کی عصمت و تقدس کو ٹوٹنے والے اس اباحت زدہ طبقہ کا شکنجہ جاری ہے۔ وہ اسلامی معاشرہ کے ساکن تالابوں میں وقفہ وقفہ سے اپنی غلاطت کے چھیڑوں سے ارتعاش پیدا کرنے سے نہیں چوکتا۔ نہ وہ اسلامی انقلاب کی حقیقت اور اہمیت اور بنیادی تقاضوں کو سمجھتا ہے نہ وہ انا ترک مصطفیٰ کمال اور امیر امان اللہ جیسے مجددین کے عبرتناک انجام سے عبرت لیتا ہے یہ طبقہ سمجھتا ہے کہ عورتیں ایسی باتوں سے نشکی ہوں یا نہ ہوں مگر اسلام کے نام پر جاری جدوجہد کو کسی طرح پہنچنے نہ دیا جائے۔ اگر عورتوں کے اسلامی قانون شہادت کے خلاف مٹرکوں پر لکھنے والی چند حیا بافتمہ عورتیں تعزیر و ملامت اور ملک بھر کی غوغا آرائی کا ذریعہ بن سکتی ہیں تو سرکاری حصاروں میں بیٹھنے والے یہ نام نہاد ورکنگ گروپ کیا کسی تعزیر اور سزا کے مستحق نہیں ہیں جو ملک کی کروڑوں عفت مآب خواتین کو وڑوں غیور مسلمانوں اور ان کے مذہب "شریعت اسلام" کی تائید و توثیق اور اس سے کھلی بغاوت کا بار بار ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ واللہ یقول الحق وھدی السبیل۔

سمیع الحق
۵/ شعبان

از ارشادات حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم دیوبند

خطبہ کردہ مولانا محمود احمد مدرس جامعہ رشیدیہ سیالکوٹ
خاص برائے الحق

جَوہرِ السَّائِیۃ

علم - عمل اور اخلاص

خطبہ مسنونہ کے بعد (اما بعد۔ فقد قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الناس کلّہم ہالکون الا العالمون والعالون کلّہم ہالکون الا العالمون و العالمون کلّہم
ہالکون الا المفلحون والمفلحون علی خطر عظیم۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے محترم بھائیو اور بہنو۔ یہ ایک حدیث ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اس وقت میں نے آپ حضرات
کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چند بنیادی باتیں ارشاد فرمائی ہیں کہ انسان کی
نجات دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انہی باتوں میں منحصر ہے۔ انہی چند اصولوں کی اس وقت مجھے تشریح کرنی ہے
اور کوشش کروں گا کہ مختصر وقت میں اس کی کوئی ضروری تشریح آپ حضرات کے سامنے عرض کر سکوں۔ پہلے اتنا اصول
سمجھ لیجئے کہ آدمی کی نجات اور آدمی کا نفع اندرونی جوہر سے ہے باہر کے جوہر سے نہیں۔ آدمی کی نجات اور آدمی کا نفع
جب ہے کہ جب کوئی خوبی اور بھلائی اس کے نفس میں آجائے نفس کے اندر پیوست ہو جائے باہر کتنی وہ خوبیاں پھیلی
ہوئی ہوں لیکن اندر نہ لے وہ ان خوبیوں کو اس کے لئے نفع کی صورت نہیں پیدا ہوتی۔ ایک باغ ہے تو اس میں قسم
قسم کے پھول مہک رہے ہیں۔ اور فضا بھری ہوئی ہے خوشبوؤں سے لیکن آدمی ناک بند کر کے بیٹھ جائے کوئی خوشبو
اندر نہ جانے دے اس کو کوئی نفع نہیں پہنچے گا۔ دنیا میں خوشبوئیں بھری ہوئی ہیں بھری رہیں اسے نفع جب پہنچے
گا جب خوشبو اندر پہنچے اور دماغ اس سے مستفید ہو۔

اگر دنیا کے اندر ہزاروں خوبصورت خوش روجوان پھیر رہے ہوں۔ بہتر سے بہتر حسن و جمال کا نقشہ سامنے
ہو مگر ایک آدمی آنکھ بند کئے بیٹھا ہے اسے کچھ پتہ نہیں کہ کون خوب صورت ہے اور کون بد صورت۔ تو اس کا

دل بہ عشق سے آشنا ہو گا نہ محبت سے آشنا ہو گا۔ نہ اسے کوئی نفع پہنچ سکے گا۔ دنیا کی فضا میں ہزاروں نغمے گونج رہے ہوں بہتر سے بہتر آواز میں پھیلی ہوئی ہوں لیکن اس کے کان میں سننے کی قوت نہیں ہے یا اس نے کانوں میں روئی ٹھونس لی ہے۔ کوئی نعمت اس کے کان میں نہیں پہنچتا اسے کوئی نفع نہیں ہو گا اس سے کتنا بڑے میں ہزاروں مسائل لکھے ہوئے ہوں۔ علم پھیلا ہوا ہو لیکن اس کے دل کا دروازہ بند ہو اور اندر علم نہ پہنچے کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس سے۔ دنیا میں ایمان بھرا ہوا ہو لاکھوں مومن موجود ہوں۔ لاکھوں اولیاء موجود ہوں اور زمانہ اگر نبوت کا ہو تو نبی بھی موجود ہوں مگر وہ اپنے دل کے دروازے بند کر دے نہ ایمان کو اندر داخل ہونے دے نہ علم و معرفت کو۔ اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا نبیوں کے وجود سے، اولیاء کے وجود سے، علماء کے وجود سے۔ تو اتنی بات آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ آدمی کی بجات اور آدمی کا نفع اندرونی جوہر سے ہے۔ باہر کے جوہر سے نہیں باہر کی چیز کو جب تک اندر نہ داخل کرے اسے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا نہ اس کے لئے کوئی عزت کا سامان ہو سکتا ہے۔

آپ نے نام سنا ہو گا ارسطو کا۔ ارسطو تو خیر تھا اس سے پہلے سقراط تھا، ایک بڑا حکیم گذرا ہے یہ سقراط یونان کا، اور کہتے ہیں کہ طب کا گویا موجد ہے فن طب کو اس نے مرتب کیا ہے غرض بہت بڑا حکیم ہے۔ بہت بڑا طبیب ہے، فلسفی ہے عالم ہے۔ کیفیت اس کی یہ تھی کہ رات اور دن جنگلوں میں۔ پہاڑوں میں باغات میں مارا مارا پھرتا تھا جڑی بوٹیوں کا امتحان کرنے کے لئے۔ کل بنفسنتہ کی کیا خاصیت ہے۔ ملٹھی کی کیا خصوصیت ہے۔ فلاں بوٹی کیا نفع پہنچائے گی۔ کسی چیز کو کھا کر دیکھ رہا ہے کسی کو سونگھ کر دیکھ رہا ہے غرض محقق تھا دن بھر اسی میں گزارتا تھا تو بڑا بھاری فلسفی تھا اور محقق تھا یہ ایک دفعہ دن بھر کا تھا کمانڈہ شہر میں آیا۔ شہر میں آکر کسی دکان میں بیٹھا تو اس کی آنکھ لگ گئی۔ بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ بادشاہ وقت کی سواری نکل رہی تھی جلوں آ رہا تھا۔ بادشاہ سوار تھا ہاتھی پر، سامنے سے فوجیں سپاہی نقیب اور جوہدار گذر رہے تھے۔ ہٹو اور بچو کی صدا آتی بلند ہو رہی تھیں۔ مگر یہ اتنا سو یا بیچا را خدا جانے کے دن کا جاگا ہوا ہو گا۔ اس کی آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ بادشاہ کی سواری قریب آئی تو بادشاہ کو بڑا غصہ آیا یہ بڑا بدتمیز آدمی ہے کہ میں اس ملک کا بادشاہ ہوں میری سواری آ رہی ہے اور یہ پیڑ پھیلائے ہوئے لیٹا ہوا ہے اور سو رہا ہے کوئی ادب اس کے اندر نہیں۔ بادشاہ نے غصہ میں اس کے اپنے گھوڑے ہاتھی سے اتار کر ایک ٹھوکر ماری اس کے اور کہا کہ ادب جانتا نہیں ہے کہ میں کون ہوں۔

یہ بیچا را آنکھیں مل کر اٹھ بیٹھا اور آنکھیں ملنے لگا جیسے سوتا ہوا آدمی جاگنے کے وقت آنکھیں ملا کرتا ہے بادشاہ نے پھر ڈانٹ کے کہا کہ ارے نامعقول تو جانتا نہیں میں کون ہوں۔ اس نے بڑے اطمینان سے آنکھیں

ملنے ہوئے کہا کہ جی ہاں یہی تو میں جاننے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کون ہیں اسی لئے انکھیں مل رہا ہوں اور اب تک میں اتنا جان چکا ہوں کہ آپ شاید جنگل کے کوئی درندے معلوم ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ درندوں کی عادت ہے کہ زمین میں پیر مارتے ہوئے چلا کرتے ہیں ٹھوکریں مارتے ہوئے چونکہ آپ نے ٹھوکر ماری ہے اور میں سمجھا کہ کوئی بھیڑ یا آگیا کوئی شیر آگیا ہوگا۔ کوئی جنگل کا درندہ ہے۔

بادشاہ کو اور زیادہ غصہ آیا کہ اب تک تو یہ ٹانگ پھیلانے ہوئے لیٹا تھا اور اب اس کی زبان بھی پھیل گئی میرے سامنے۔ اور ایسی بدتمیز سی کلمات۔ بادشاہ نے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ ارے حق، جاہل تو نہیں جانتا کہ میں بادشاہ وقت ہوں۔ اتنے خزانے میرے قبضے میں ہیں تاج شاہی میرے سر پر ہے۔ قبا شاہی میرے کندھوں پر ہے اتنی فوجیں کھڑی ہیں اتنے ملک میرے ماتحت ہیں میں اور تو میرے ساتھ یہ گستاخی کر رہا ہے اس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ کہ آپ نے اپنی بڑائی بیان کرنے کے لئے تاج کو پیش کیا۔ قبا کو پیش کیا۔ قلعوں کو پیش کیا۔ پیسوں کو پیش کیا۔ ملکوں کو پیش کیا۔ ان میں سے ایک چیز بھی تو آپ کے اندر کی نہیں ہے۔ یہ تو سب باہر باہر کی چیزیں ہیں۔ یہ تیرا کیا کمال ہوا اس میں۔ اگر چاروں طرف سونا پھیلا ہوا ہے اور تیرے دل میں جہالت کی گندگی پھیلی ہوئی ہے۔ تو تیرا کیا کمال نکلا اس میں۔ تو نے بہترین لباس پہن رکھا ہے اور دل بھرا ہوا ہے جہالت سے اور بد اخلاقی سے تو لباس سے تجھے کیا فائدہ پہنچا۔ یہ تو باہر کی ٹیپ ٹاپ ہے۔ تو تو نے جتنی چیزیں پیش کیں قلعہ یا فوج۔ ان سے تو نے اپنا فخر پیش کیا اپنی عزت۔ یہ سب چیزیں تیرے باہر باہر کی ہیں۔ کوئی اندر کی بات بتلا کہ تیرے اندر کمال کیا ہے جس کی بنا پر تو دغوی کرتا ہے اگر تیری عزت پیسے ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پیسہ چھین کر لے جائے بس تو بے عزت ہو گیا ختم ہو گئی عزت تیری عزت اگر تاج سے ہے کسی نے تاج اتار لیا یا تو ہی رات کو سویا تاج کو میز پر رکھ کر تو تو بے عزت ہو گیا۔ اس لئے کہ تاج نہیں رہا سر کے اوپر جس دن لباس اتار دیا بس تو بے عزت ہو گیا کیونکہ عزت تو تیری گئی کھینٹے کے اوپر تنگ گئی جا کے۔ اس لئے عزت اگر ان چیزوں پر ہے یہ سب چیزیں تیرے سے باہر باہر کی ہیں تیرے اندر کا جوہر کون سا ہے، کہا کہ اگر تجھے دغوی ہے فخر کا شیخی کا عزت کا یہ تاج بھی اتار یہ لباس بھی اتار یہ قلعہ بھی چھوڑ یہ فوج بھی چھوڑ اور ایک سنگی باندھ کر میرے ساتھ دریا میں کود پڑ اور وہاں اپنے کمالات دکھلا کہ تیری ذات میں کون سا جوہر ہے۔ تب میں سمجھوں گا تو با کمال ہے تو تو نے کمال میں پیش کر دیں باہر کی چیزیں اس میں ایک چیز بھی تیرے اندر کی نہیں۔

اب بادشاہ بیچارہ شرمندہ اب کیا جواب دے اس کا چپ ہو گیا بادشاہ۔

میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گویا سقراط نے یہ بتلایا کہ انسان کا کمال اندر کے جوہر سے حاصل ہوتا

ہے باہر کے جوہر سے اس کا کمال نہیں سمونا اگر اچھا ہے اپنی ذات سے اچھا ہے مگر آپ کی اچھائی تو نہیں ثابت ہوگی اس سے۔ کپڑا اگر بہت بے نظیر ہے کپڑے کی خوبی ثابت ہوئی لیکن آپ کی خوبی تو اس سے ثابت نہیں ہوئی محل اور بلڈنگ اگر بہت اعلیٰ ہے تو وہ خوب نکلی اچھی نکلی لیکن آپ کی خوبی تو اس سے ثابت نہیں ہوئی۔ خوبی وہ ہے جو انسان کے نفس کے اندر پیوستہ ہو۔ ایسا کمال ہو کہ اگر آپ زمین کے اوپر رہیں تب بھی یا کمال اور زمین کے نیچے دفن کر دیا جائے تب بھی یا کمال لباس پہن لیں جب بھی یا کمال لباس اتار کے پھینک دیں حسبِ بلی یا کمال کمال اپنے اندر ہونا چاہئے۔ باہر نہ ہونا چاہئے ورنہ یہ تو ایسا ہو جائے گا کہ جیسے فنِ نحو کا جو امام تھا سیبویہ بہت بڑا عالم گذرا ہے گویا عربی گرامر کا اور صرف و نحو کا بہت اونچے درجے کا امام تھا گویا ہے جب یہ تعلیم پاتا تھا جو استاد تقریریں کرتے تھے یہ نوٹ کرتا رہتا تھا۔ اور اتنی بڑی کاپی اس نے بنائی کہ سیر کے کاغذات لے کر جس میں تمام یادداشتیں لکھی ہوئی تھیں۔ تو طالبِ علمی کے زمانے میں وہ کاپیاں وہ نوٹ بکس وہ دو تین سیر کے کاغذ اس کے پاس لکھے ہوئے رکھے تھے۔ طالبِ علم آدمی تھا اتفاق سے روٹی لینے جو گیا تو اس دسترخوان میں جس میں روٹیاں تھیں اسی میں اس نے وہ کاغذ بھی لپیٹ دئے، رکھے ہوئے وہ کتا جو آیا روٹی لے کے چلا تو وہ سارے کاغذات بھی لے گیا پوٹلی کی پوٹلی اٹھا کے۔ اب یہ چیتا ہوا اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے دوڑ رہا ہے۔ کتا آگے آگے جا رہا ہے لوگوں نے کہا کہ سیبویہ کہاں جا رہا ہے کیوں بھاگ رہا ہے۔ اس نے کہا میرا علم لے کے چلا کتا اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا ارے کم بخت وہ علم ہی کیا ہوا جسے کتا لے کے بھاگ جائے۔ اس نے کہا واللہ باللہ میری تو عمر بھر کی کمائی اس میں تھی وہ کتا لے جا رہا ہے سارا ہی۔

تو جیسے سیبویہ نے اپنا علم کتے کو سپرد کر دیا تھا اس کے اندر کوئی چیز نہیں رہی تھی اسی طرح سے اگر اندر کوئی کمال نہ ہو تو اسے کتا بھی لے کے بھاگ جائے گا۔ تو وہ کمال ہی کیا ہوا جسے (کوئی) لوٹ کر لے جائے اور آدمی کو راہ جائے۔ کمال وہ ہے کہ انسان کے نفس میں ہو ہزار آفتیں آویں مگر وہ باکمال رہے ہزار مصیبتیں آویں دشمن جو آئیں مگر وہ باکمال بنا رہے کمال اس کے نفس میں چھپا ہوا ہو۔ اور پیوستہ ہو وہی ہے اصل کمال۔

آپ نے تو حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا ہی ہوگا۔ مولانا رومی بہت بڑے عارف کامل ہیں مثنوی لکھی ہے اور مثنوی کو کہتے ہیں کہ ع

ہست قرآن در زبان پہلوی

گویا فارسی زبان میں اللہ نے قرآن لکھوا دیا ان کی زبان سے ان کے قلم سے۔ تو بہت بڑے امام گذرے تصوف کے۔ انہوں نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے:- اور اس واقعہ سے عبرت دلانی مقصود ہے ان کو۔ اس کو آدمی اگر غور سے سنے اور تدبر کرے تو اسے بڑی عبرت حاصل ہوگی بڑی نصیحت حاصل ہوگی اس سے، تو مولانا

رومی نے لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ رومیوں میں اور چینوں میں باہم لڑائی ہوئی۔ رومیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم زیادہ صنایع ہیں دستکار ہیں۔ بہترین صنعتیں بناتے ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں حکمت ہے بلذکیں بھی اعلیٰ سے اعلیٰ بناتے ہیں۔ کپڑا بھی بہتر سے بہتر برتن بھی غرض ہر سامان بہتر بناتے ہیں یہ تو رومیوں کا دعویٰ تھا۔ چینوں نے کہا ہم سب سے زیادہ بڑے صنایع ہیں۔ ہم سے زیادہ بڑا دستکار اور ماہر دوسرا نہیں۔ اب دونوں میں لڑائی ہوئی جھڑپ شروع ہوئی۔ اس نے کہا ہم زیادہ ماہر انہوں نے کہا ہم زیادہ ماہر اتنی ہوئی جھڑپ کہ آخر مقدمہ پہنچا بادشاہ وقت کے پاس۔ بادشاہ نے کہا کہ بھائی جھگڑا کیا ہے تم میں۔ رومیوں نے کہا۔ صاحب ہم بڑے ماہر ہیں صنایع ہیں دستکار ہیں۔ چینوں نے کہا ہم زیادہ صنایع دستکار ہیں۔

بادشاہ نے کہا کہ دعویٰ سے کام نہیں چلتا اپنی اپنی صنعت بنا کر دکھلاؤ تو ہم مقابلہ کر کے سمجھیں گے کہ کون زیادہ ماہر ہے تم میں سے تو بادشاہ نے ایک بہت بڑا مال ایک کمرہ بنوایا بڑا۔ اور بیچ میں پارٹیشن کر کے تین سی دیوار کھڑی کر دی۔ اور رومیوں سے کہا کہ آؤ اسے مکان میں تو تم اپنی صنعت دکھلاؤ زر نقاشی کی اور چینوں سے کہا آؤ اسے مکان میں تم اپنا کام دکھلاؤ۔ اس کے بعد ہم ایک دوسرے کے کام کا مقابلہ کر کے دیکھیں گے جس کا کام اعلیٰ ہو گا اسے ڈگری دیں گے۔ اس کو پاس کریں گے۔ چنانچہ وہ مکان بنا دیا گیا بیچ میں ایک دیوار کا پردہ کھڑا کر دیا گیا ایک طرف رومیوں نے اپنی دستکاری دکھلانی شروع کی۔ ایک طرف چینوں نے۔ چینوں نے تو یہ کیا کہ دیوار کے اوپر پلاستر کر کے رنگ برنگ کے پھول اور بوٹے اور بلیں ایسی بنائیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ بس باغ و بہار ہے ساری دنیا کے چمن اور گلشن اسی دیوار کے اندر آگئے ہیں۔ قسم قسم کے پھول اور پتیاں۔ اور رنگ برنگ، ایک عجیب باغ و بہار بنا دیا۔ یہ تو چینوں نے صنعت کی۔ رومیوں نے کیا کیا ایک پھول نہیں بنایا ایک بوٹا نہیں بنایا دیوار پر پلاستر کر کے اس کو صیقل کرنا شروع کیا مانجھنا شروع کیا۔ مانجھتے مانجھتے اتنا چمکا دیا کہ دیوار بالکل آئینہ بن گئی۔ یہ کام انہوں نے کیا۔

جب دونوں اپنے کام سے فارغ ہوئے تو اطلاع دی بادشاہ کو کہ ہم نے اپنی اپنی دست کاری بنا دی ہے اور محنت کر کے اپنے کاموں کا نمونہ تیار کیا ہے۔ اب آپ دونوں کو دیکھ کر فیصلہ دیجئے کہ کس کی صنعت زیادہ اعلیٰ ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دیوار بیچ میں سے ہٹا دی جائے وہ جو پردہ اور پارٹیشن قائم کیا تھا۔ دیوار کا ہٹانا تھا کہ چینوں نے جتنے پھول بوٹے بنائے تھے وہ سب ادھر نظر آنے لگے کیونکہ دیوار میں تو صیقل ہو چکی تھی اب بادشاہ حیران ہے کہ جو پھول پتے ادھر بنے ہوئے ہیں وہ ادھر بھی نظر آ رہے ہیں۔ جو رنگ ادھر لگے تھے وہ رنگ ادھر بھی بلکہ ادھر زیادہ یہ دیکھنے میں آیا کہ ادھر کے پھول پتوں میں چمک نہیں تھی۔ اور یہاں چونکہ دیوار چمک رہی تھی اس میں آ رہا تھا عکس تو پھول پتوں میں چمک بھی تھی۔ بادشاہ نے کہ رومیوں کی صنعت

بڑھ گئی چھینی ہار گئے اس لئے کہ رومیوں نے اپنی صنعت بھی دکھائی اور ان کی بنی بنائی صنعت کو چھین کے فنا کر دیا تو دگنی اور ڈبل صنعت ہو گئی۔ لہذا رومی کا میاب ہیں ہم انہیں پاس کرتے ہیں اور چھینی قیل ہو گئے ان کی صنعت کوئی بڑی صنعت نہیں نکلی۔

مولانا رومی یہ مثال دے کر کہتے ہیں کہ اے عزیز تو بھی رومیوں کی صنعت اختیار کر۔ چھینوں کی مست کر۔ تو اپنے دل کو مانجھ کر صیقل کر کے ایسا آئینہ بنا لے کہ دنیا کے معارفے نقش و نگار تیرے دل کے اندر گھر بیٹھے ہوئے تجھے نظر آئیں۔

ستم ست اگر ہو ست کشد کہ بسیر صر و چین در آ
توز غنچہ کم نہ و میدہ اسی در دل کشا بچمن در آ

بڑے ستم کی بات ہے کہ تو دنیا کی رنگینیوں پر فریفتہ ہو کر کے کبھی اس باغ میں کبھی اس چمن میں کبھی اس بوٹے پہ کبھی اس پتی پر پھر رہا ہے تو اگر رومیوں کی طرز اختیار کرے دل کو مانجھ لے تو یہ ساری پھول پتیاں تجھے گھر بیٹھے دل ہی میں نظر آئیں گی۔ اور ساری دنیا تیرے دل میں چمک اٹھے گی۔ دل کو مانجھ کر رومیوں کی صنعت پیدا کر۔ تو اللہ میاں کے مال بھی پاس ہو جائے گا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ دل بڑی عجیب کیسی بنائی ہے اگر باہر کی چیزیں چھین کر اندر لے آئے آدمی تو اس کا کمال ظاہر ہوتا ہے اور باہر باہر چپن کھلے رہیں اور دل اندر سے خالی رہے اس کے لئے نہ نجات کی صورت ہے نہ نفع کی صورت ہے تو اصل چیز تو یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو مانجھ دل کو صیقل کرے آئینہ بنائے تو اللہ نے انسان کے دل میں دو دروازے رکھے ہیں۔ ایک دروازہ کھلتا ہے تو اسے عرش کی چیزیں نظر آتی ہیں تو ایک دروازہ کھلتا ہے تو فرش کی چیزیں نظر آتی ہیں۔ دل میں آنکھ ناک کان کے رستے سے جب دیکھے گا آدمی تو ظاہری چمک و تاب پھول بوٹے سب نظر آئیں گے۔ اور اگر ان آنکھ کان کے دروازے کو بند کر کے دل کے اندر کے دروازے کھولے گا تو غرضش کی چیزیں نظر آئیں گی۔ وہاں سے علوم اور کمالات اترتے شروع ہوں گے تو وہ نون رستے ہیں قلب کے اندر اگر اوپر کے دروازے بند کر دو گے صورتیں شکلیں نظر پڑیں گی نیچے کا دروازہ بند کر دو گے حقیقتیں کھلنی شروع ہو جائیں گی۔ دل میں دونوں قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں تو اعلیٰ ترین صلاحیت یہ ہے کہ آدمی اوپر کی چیزوں کو جذب کرے اوپر کے کمالات کو علم خداوندی کو معرفت الہی کو اخلاق ربانی کو ملائکہ کی صفات کو ان کو جذب کرے گا۔ تو صحیح معنوں میں کامل انسان بنے گا۔ صحیح معنی میں کامل بشر بنے گا۔ تو مولانا رومی کے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اندر کی صفت پیدا کرو باہر کی صفت کے اوپر فریفتہ ہونا مست سیکھو باہر کی چیزیں بھی اگر ہو گے وہ بھی جی بھی کام دیں گی جب اندر کچھ جوہر موجود ہو گا۔ اور اندر خالی ہے تو باہر کی چیز نفع نہیں دے سکتی۔ اس واسطے اپنے دل کو صاف کر کے اسی طرف آنا پڑے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ایسی ہی بنیادی چیزوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جس سے انسان کا اندرون روشن ہو۔ قلب میں روشنی اور آراستگی پیدا ہو۔ تو آپ نے فرمایا: **النَّاسُ كُلُّهُمْ هَالِكُونَ إِلَّا الْعَالِمُونَ** سارے انسان تباہ و برباد ہونے والے ہیں سب ہلاک ہو جانے والے ہیں۔ اگر بچیں گے تو اہل علم بچ سکتے ہیں یعنی جہالت میں انسان کی نجات نہیں ہے۔ علم میں انسان کی نجات ہے دنیا کا علم ہو یا دین کا علم ہو علم ہی سے رستہ نظر آتا ہے۔ جہالت سے رستہ نظر نہیں پڑتا۔ جہالت فی الحقیقت ایک اندھیری ہے اور علم فی الحقیقت ایک چاندنا ہے۔ تو چاند نے میں رستہ نظر پڑا کرتا ہے۔ اندھیرے میں راہیں نظر نہیں پڑتیں تو جہالت میں نہ دنیا کی بھلائی نظر آسکتی ہے نہ آخرت کی بھلائی۔ آج دنیا بھی اگر آراستہ ہے سچی ہوتی ہے وہ بھی انسان کے علم کی وجہ سے سچ رہی ہے۔ اور اگر آخرت درست ہے وہ بھی انسان کے علم ہی کی وجہ سے درست۔ آج یہ آپ کا شہر جگمگا رہا ہے۔ لاکھوں قمقمے بجلی کے روشن ہیں۔ شہر میں چاندنا ہے کوٹھی اور بنگلے روشن ہیں یہ چاندنا آپ کے علم کا ہے۔ بجلی کا نہیں۔ اگر علم کی اور سائنس کی قوتیں آپ استعمال نہ کرتے تو نہ قمقمہ بنتا نہ بجلی بنتی۔ اور بجلی اور قمقمہ نہ ہوتا تو یہ گھر اور شہر روشن نہ ہوتا۔ علم نے بنایا قمقمہ کو۔ علم نے دریافت کیا بجلی کو علم نے یہ صنایع بنائیں اس کی وجہ سے روشنی ہوئی۔ تو درحقیقت یہ علم کا چاندنا پھیلا ہوا ہے۔ اگر انسانوں میں جہالت ہوتی تو فن سائنس کو نہ جانتے تو یہ چاندنا سامنے نہ آتا تو درحقیقت یہ جو چھت میں آپ کو چمک نظر آ رہی ہے یہ آپ کے علم کی چمک ہے۔ بجلی کی چمک نہیں بجلی تو خود آپ کے علم سے آئی ہے علم نے....

یہی علمی قوت ہے جو درحقیقت انسان کو اوجھا بناتی ہے۔ دنیا کے اوپر غالب کرتی ہے علم کی قوت اگر جہالت ہو تو آدمی مغلوب ہے۔ زمین بے چاری علم نہیں رکھتی تو رات دن جوتوں میں پامال ہے۔ جانور علم نہیں رکھتے تو راستہ دل آپ کی غلامی میں مبتلا ہیں۔ کسی جانور کے کندھے پر آپ نے جو رکھ رکھا ہے اس سے کھیتی باڑی کر رہے ہیں کسی جانور کی مکر پر زمین کس رکھا ہے اور انسان سوار ہوا ہوا پھر رہا ہے۔ گھوڑا طاقت میں چوگنی طاقت رکھتا ہے انسان سے مگر دیا ہوا ہے انسان کے آگے اس لئے کہ علم کی قوت نہیں غریب کے پاس۔ اور یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ جانوروں کو اللہ نے علم نہیں دیا عقل نہیں دی۔ اگر کہیں گھوڑے اور بیل میں عقل آجاتی اور انسان لگتا اس پر زمین کسے تو گھوڑا کہتا کہ جناب مٹھہر جاسیے پہلے دلیل سے ثابت کیجئے کہ آپ کو حق ہے مجھ پر سوار ہونے کا کیوں میں کیوں نہ سوار ہو جاؤں آپ پر اور کیوں نہ زمین کس دوں تو دو گھنٹے تو مناظرہ ہوتا معلوم نہیں بحث میں کون جیتا کون ہارتا تو نہ سواری ہوتی نہ کھیتی باڑی ہوتی تو شر کرو کہ اللہ نے انہیں جاہل بنایا انہیں عقل نہیں دی جانوروں کو۔ اس سے اتنی بات بھی معلوم ہوتی کہ کہیں جہالت بھی نفع دیتی ہے محض علم ہی نفع نہیں دیتا اگر دنیا میں جاہل نہ ہوں تو دنیا میں غلامی کرنے والا کوئی نہ ہو اور حسب

کوئی نہ ہو تو آقا کی آقا کی کیسے کام دے گی۔ لیڈروں کی لیڈری بھی چلتی ہے جب پبلک جاہل ہو اور سارے پڑھے لکھے عالم بن جائیں تو لیڈر کام نہیں کر سکتا تو بیچارے لیڈروں کی عزت بھی بنتی ہے جب پبلک میں جہالت ہو تو جانوروں سے فائدہ بھی اٹھایا جاتا ہے کہ جب جانوروں کے اندر عقل نہ ہو شعور نہ ہو ان میں شعور ہوتا ہو تو نہ لکھتی ہوتی نہ سوار سی ہوتی نہ حشمت خرم ہوتا تو بہر حال ان تمام چیزوں پر جو غلبہ پایا ہے انسان نے وہ بدن کی طاقت سے نہیں پایا بدن میں تو طاقت میں گھوڑا زیادہ ہے ہم سے یل زیادہ ہے وہ عقل اور علم کی طاقت سے آپ نے غلبہ پارکھا ہے۔ وہ بچپن میں ایک حکایت سنی تھی ہم نے اور سنائی تھی عورتوں نے اب واللہ اعلم قصہ واقعی ہے یا فرضی ہے تو واقعہ اگر فرضی بھی ہو تو مثال دینے کے لئے کافی ہے۔ عبرت پکڑنے کے لئے کافی ہے اور وہ قصہ یہ سننا تھا ہم نے اپنی ماں بہنوں سے جو ہمیں نصیحت کے لئے انہوں نے کہا تھا۔ بچپن میں سنایا تھا کہ ایک شیر کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ دیکھو بیٹا میرے پاس ملنا ہر ایک کے پاس جانا مگر انسان کے پاس مت جانا یہ بڑی ظالم چیز ہے اگر کہیں اس کے پاس چلے گئے تو تم خطا اٹھاؤ گے۔ مصیبت میں مبتلا ہو گے۔ تو ہر ایک سے ملنا مگر اس ظالم انسان سے مت ملنا یہ بڑی تباہی کی چیز ہے۔

وہ شیر صاحب تو انتقال فرما گئے جو بادشاہ تھے سارے جنگل کے ان کی جگہ ولی عہد بنے ان کے صاحبزادے یعنی شیر کا بچہ۔ شیر کا بچہ بہر حال تجربہ نہ رکھتا تھا جو ان ہوا مگر عقل تو آتی ہی آتی ہے وہ کیسی بھی عقل ہو جانور ہونے کی ہو۔ یا انسان ہونے کی ہو عمر گزرنے کے بعد آتی ہے۔ بچہ ہر ایک کا نا تجربہ کار ہوتا ہے۔ جانور کا ہو یا انسان کا ہو تو بچپن میں نصیحت کے بچے کا۔ تو باپ تو اٹھ گیا، شیر کا تو انتقال ہو گیا۔

اس شیر کے بچے نے کہا کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ دیکھو انسان کے پاس مت جانا یہ بڑی ظالم چیز ہے تو دیکھنا تو چاہتے یہ انسان ہوتا کیسا ہے۔ اور میرا باپ بہت ڈرتا تھا تو میرا باپ تو بادشاہ تھا سارے جنگل کا اور بڑی طاقت والا تھا وہ بھی ڈرتا تھا تو معلوم ہوتا ہے انسان میں کوئی بڑی طاقت ہوگی۔ شیر تو دو گڑ گڑ تھا معلوم نہیں انسان دس گڑ یا تیس گڑ کا لانا ہو گا۔ کیا چیز ہوگی انسان، دیکھنا تو چاہتے۔ باپ نے کہا تھا کہ انسان کے پاس بھی مت جانا یہ بڑی ظالم چیز ہے۔ تو تم ارادہ مت کرو کہیں کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ اس نے کہا نہیں بھائی کم سے ایک دفعہ دیکھنا تو چاہئے انسان کو یہ ہے کیا چیز؟ تو چلے نصیحت، باپ کی بھی نہیں مانی۔ اور جو اس کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے نصیحت کی تھی شیر بھی میرے بچے نے سب نے مل کے نصیحت کی ہوگی نصیحت کسی کی نہیں سنی۔ اس نے کہا دیکھنا چاہئے انسان کو، تو چلے انسان کو دیکھنے کے لئے اتفاق سے سب سے پہلے نظر پڑی گھوڑے کے اوپر کہ چھلانگیں مارتا ہوا جا رہا ہے۔ شیر کے بچے نے سمجھا کہ یہی انسان معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ میرے باپ سے ڈیڑھ گڑ

زیادہ لایا ہے۔ شیر آتالیا چوڑا نہیں ہوتا یہ تو بہت ڈیل ڈول کا ہے تو واقعی میرا باپ ڈرتا تھا۔ یہ اس سے دگنا ٹکنا ہے بس یہی انسان معلوم ہوتا ہے۔ تو قریب جا کے اس نے ڈرتے ڈرتے اس نے گھوڑے سے کہا کہ جناب ہی کا نام انسان ہے۔ ارے اس نے کہا کس ظالم چیز کا نام لیا میرے سامنے انسان کا ذکر مت کر یہ تو بڑی ظالم چیز ہے۔ جسے انسان کہتے ہیں۔ میں بہت ڈیل ڈول کا ہوں مگر انسان میری کمترین کشتا ہے خود اس پر لد کے حواری ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں کوڑا ہوتا ہے۔ پڑا پڑ میری پیچھے پر کوڑے پڑ رہے ہیں میں بھاگتے بھاگتے تھک جاتا ہوں اور یہ انسان ہے کہ مارتے مارتے باز نہیں آتا۔ تو بھائی سب چیزوں کا ذکر کرنا مگر اس ظالم انسان کا نام مت لینا یہ بڑی مصیبت کی چیز ہے۔

شیر کے بچے نے کہا یا اللہ انسان کتنے ڈیل ڈول کا ہو گا۔ یہ ایسا لمبا چوڑا جانور یہ بھی ڈرتا ہے انسان میرا باپ ڈرتا ڈرتا مر گیا کیا چیز ہو گی انسان۔ تو آگے چلے تو اتفاق سے اونٹ نظر پڑا۔ انہوں نے کہا یہ انسان ہے یقیناً۔ کوئی کل ہی سیدھی نہیں گردن ادھر کو جا رہی ہے کمر ادھر کو جا رہی ہے۔ ٹانگیں ادھر کو نکل رہی ہیں بس یہی گا انسان یہ تو گھوڑے سے بھی چار ہاتھ اونچا ہے۔ تو قریب جا کر انہوں نے اونٹ سے کہا کہ کیا آپ ہی کا نام انسان ہے۔ ارے اس نے کہا لا حول ولا قوہ کس ظالم چیز کا ہم نے دیا۔ انسان بڑی ظالم چیز ہے اس کا نام میرے سامنے مت لینا۔ اس واسطے کہ میں تو ایک میں ہوں میرے بھائی بند سوسو اونٹ اور ناک میں نیکیل اور ہر گے جو رہا ہے اونٹ اس کی دُم میں وہ نیکیل بندھی ہوئی اس سے آگے کی نیکیل اس سے اگلے کی دُم میں۔ سوسو کی قطاریں ہوتی ہیں اور انسان کا ایک بچہ ہمیں ہنکاتا ہے۔ ہم بلبلا تے ہیں بڑبڑاتے ہیں مگر ایک بچہ ہنکا کے لے جاتا ہے تو سوسو اونٹوں کی بھی کچھ نہیں چلتی انسان کے آگے یہ بڑی ظالم چیز ہے۔ اس کا نام مت لینا میرے سامنے شیر کے بچے نے کہا یا اللہ انسان کتنی بڑی چیز ہو گی۔ یہ اتنے بڑے ڈیل ڈول کا یہ بھی ڈرتا ہے انسان سے اور گھوڑے سے تو اپنی ہی مصیبت بیان کی تھی اس نے تو اپنی برادری کی مصیبت بیان کی کہ سوسو اونٹ مل جائیں تب بھی ایک انسان کے بچہ سے عاجز ناک میں نیکیل تو پھر یہ ڈرتا ڈرتا آگے بڑھا تو اتفاق سے ہاتھ میں نظر پڑ گیا بس اس نے کہا یہ ہو گا انسان اس لئے کہ اچھے خاصے چار ستونوں پر بلند نگ۔ بنی ہوئی ہے چھت پڑی ہوئی ہے اس پر ایک بڑا ہودہ رکھا ہوا ہے بس یہ انسان ہو گا۔ تو ڈرتے ڈرتے جا کے ہاتھ سے کہا کہ جناب ہی کا نام انسان ہے آپ ہی کو آدمی کہتے ہیں ؟

ارے ! اس نے کہا استغفر اللہ۔ کس مصیبت کا نام لیا انسان۔ میرے سامنے نام مت لے انسان : یہ بڑی وامہیات بڑی ظالم چیز ہے میرے ڈیل ڈول پر مست جانا۔ قدر و قامت میرا نظر آتا ہے نہیں چاہیے یا بچہ گز کا ہوں عمارت سی بنی ہوئی کھڑی ہے بلند نگ کی مگر ایک انسان کا بچہ ہمارے میرے سر پر سوار ہوتا ہے

لوہے کا انکس اس کے ہاتھ میں ہے ذرا میں چھیڑا اور اس نے سب سے سر پر انکس مارا میں چنگھاڑتا ہوں اور کچھ نہیں کر سکتا کھوڑے کے منہ میں تو لوگام بھی ہوتا ہے۔ مجھ پر تو بے ڈھانچے ہی سوار ہوتا ہے۔ انسان جسے کہتے ہیں نہ لوگام نہ نیل اور میں مجبور ہوں اس کے آگے۔ شیر نے کہا یا اللہ انسان کیا چیز ہوگی جو ملتا ہے ڈرتا ہوا ملتا ہے جو ملا وہ لرز رہا ہے کانپ رہا ہے کہ انسان بڑی ظالم چیز ہے۔

آگے چلا تو اتفاق سے ایک بڑھئی کا بچہ آٹھ دس برس کا ایک بڑا بھاری شہتیر چیر رہا تھا۔ اور بہت بڑا آڑھ اس میں ڈال رکھا تھا اس سے چیرا جا رہا تھا اور جتنا وہ چیر چکا تھا اس میں ایک کھونٹی ڈال دی تھی تاکہ اور نیچے کا حصہ چیرے۔ تو شیر کا یہ وہم بھی نہیں گذرا کہ یہ انسان ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ذرا سا تو وہ بچہ آٹھ نو برس کا تو خطرہ بھی نہیں گذر سکتا تھا وہ ایک آدمی ہو گا۔ وہ دیکھ آیا تھا شیر کو اور اونٹ کو اور ہاتھی کو اور سب کو دیکھا کہ ڈر رہے ہیں انسان سے تو اس بچہ سے محوڑا ہی ڈر سکتے ہیں۔ یہ تو آٹھ برس کا بچہ ہے تو یہ وہم بھی نہیں گذرا کہ یہ آدمی ہو گا۔ مگر تحقیق کے لئے اس سے پوچھا کہ بھئی انسان کہاں ملے گا؟

بڑھئی کے بچے نے کہا کہ جی انسان تو مجھے ہی کہتے ہیں۔ اچھا اس نے کہا تو انسان ہے یہ آدھ گڈو کا اتنا سا بچہ کہ جی ہاں انسان تو مجھے ہی کہتے ہیں تو شیر نے کہا لا حول ولا قوۃ۔ (باقی آئندہ)

۱۵۔ اس کو انکس بھی کہتے ہیں یہ لوہے کا ہوتا ہے اس کی نوک سر پر مار کر ہاتھی چلاتے ہیں۔

بغداد بقیہ از ص ۲۱

و دجلہ و فرات رہما بنہما سواق والنیل و ہونہم و صرا

خان خیل | تاریخ بغداد کی بلڈ رول جس کا مؤلف خطیب بغدادی ہے۔ کے صفحہ ۱۰۲ پر یہ عبارت درج ہے۔

و ادخل رسل صاحب الروم من دہلین باب العامة الاعظم الى المدارس المعروفة بجنان خیل وھی

دار اکثرھا ارواقۃ باسطین دغاہر۔۔۔۔

بادشاہ روم کے قلعوں کو بڑے اور غام و دروازے کے دہلیز سے داخل کر دئے گئے۔ اس دار (محل) کو جو خان خیل کے نام سے مشہور ہے اور اس میں سنگ رخام کے ستون کے بہت سے برآمدے ہیں۔

اسی مقام پر کسی جگہ سوار عراق کی مائت سوار (سوار) پاکستان سے کی تھی۔ یہی خان خیل "کا لفظ میری توجہ کا مرکز بنا۔ وہ یہ کہ سوار کے ایک گاؤں تھا نہ ملاکنڈ میں ایک قلعہ ہے جسے خان خیل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اور پر کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خان خیل ایک محل کا نام تھا وہاں خان خیل کے وجود کو محسوس کیا جاتا تھا اس لئے اس نام سے محل موسوم کیا گیا جیسے آج کل گھروں، محلوں اور بنکوں وغیرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً پاکستان آؤس چین آؤس اور مشنوری آؤس وغیرہ ہو سکتا ہے کہ پاکستانی خان خیل اس زمانے کے باقیات صدائے سے ہوں۔ فاعلیہ وایا و فی الالبصار۔

ڈاکٹر ابو الفضل نجات رواں
رائش آباد - پشاور یونیورسٹی

بغداد کی ثقافت کا مرکز



بغداد کے قصے کہانیاں پرانے زمانے سے مشہور ہیں۔ الفیہ و البیہ و البیہ (ایک ہزار ایک راتیں) کے قصے بغداد میں تخلیق کیے گئے اور وہاں سے براہ راست یا بالواسطہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئے۔ ان قصص سے قارئین کو جوتقلی اور روحانی خوشی ہوتی ہے اس کا اندازہ اس کی عالمگیر شہرت سے ہوتی ہے۔

چونکہ میں کافی عرصہ تک بغداد میں رہ چکا ہوں اور وہاں کتے تالیکھی اثرات کا بغور مطالعہ بھی کیا ہے اس لئے وہ مسند و احباب مجھ سے بغداد کے متعلق کچھ نہ کچھ واقعات بیان کرنے کے لئے زور دیتے ہیں۔

مجلہ ”الحی“ کے قارئین چونکہ اسلامی ذوق رکھتے ہیں لہذا میں نے فیصلہ کیا کہ جو واقعات زبانی احباب کو سناؤں ان کو ضبط تحریر میں لاکر قارئین ”الحی“ کو بھی شامل کروں۔

یہ مقالہ دوحسموں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصہ بغداد کے ماضی پر مشتمل ہو گا اور دوسرا عراق (بغداد) کے میرے احکامات و تاثرات کا احاطہ کرے گا پھر مزید بحث کا حق ہے کہ اسے شمال شامیت کریں یا نہ کریں۔

عراق | امتداد زمانہ کے ساتھ عراق کا حدود دار البعہ بڑھتا گھٹتا رہا۔ اس لئے ماضی کے عراق کے حدود اربعہ کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد کے بعد مجدد حضرت ابراہیمؑ کا ملک کفاح البعہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عراق کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ بعثت اس کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

۱۔ ابن العزنی فرماتے ہیں :- انما سمی العراق عراقا لانہ سفل من نجد و دنا من البحر۔ گویا شیبی علاقے کو عراق کہتے ہیں۔ اس تسمیہ میں بصرہ وغیرہ کے علاقے بھی شامل کئے جاسکتے ہیں۔

۲۔ وقال غیرہ : العراق معناه فی کلامہم الطیر و هم جمع عرقۃ و العرقۃ ضرب من الطیر عربوں کے کلام میں عراق کے معنی پرندہ ہے۔ یہ لفظ حقیقت عرقہ کا جمع ہے جو پرندے کو کہتے ہیں۔

۳۔ يقال : استعرقنت ابلکم اذا اتت ذلک الموضع (العراق)

جہاں اونٹ کو زیادہ پسینہ آتا تھا لہذا اس جگہ کا نام عراق پڑ گیا۔

عراق اگر عرق سے ماخوذ مانا جائے تو درخت کی جڑوں اور انسانی رگیوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ عراق کی زرعی اہمیت کی بنا پر ارد گرد کے علاقوں کے لئے رگیوں اور جڑوں کا کام دیتا ہو گا۔

عراق کی فضیلت حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارد گرد کے بلاد کے لئے دعا فرمائی۔ ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ! عراق کے بارے میں حضور کا کیا خیال ہے۔ آپ نے اسے روک دیا۔ تیسری دفعہ آپ اسے فرمایا۔

اصن العراق انت ؛ قال نعم قال ان ابی ابراهیم علیہ السلام ہم ان یدعوا علیہم فادعی اللہ الیہ لا یفعل فان جعلت غزائن علی فیہم واسكنت الوحمة قلوبہم۔

خلاصہ روایت یہ ہے کہ ابراہیم نے اہل عراق کے لئے بددعا کا ارادہ فرمایا تھا لیکن اللہ نے منع کیا اور فرمایا "میں نے اپنے علم کے خزانے ان میں بھروسے میں اور ان کے دلوں میں رحمت بسایا ہے۔"

۵۔ حضرت عمرؓ نے کعب الاحبار کو لکھا: اختونی المذاذل کعب نے ہر بلاد کے خواص لکھے۔ عراق کے بارے میں لکھا اہل عراق علم اور عقل کے مالک ہیں۔ فلما ورد الکتاب علی عمر قال "فالعراق اذا فالعراق اذا" رجب واپسی خط پہنچا تو آپ نے فرمایا "عراق تو عراق ہے۔"

۶۔ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا اهل العراق کثر الایمان وجمجمة العرب دهم ربح الله عز وجل یجوزون ثغورهم ویمدون الامصار اہل عراق ایمان کا خزانہ ہے عربوں کی کھوپڑی ہے اللہ تعالیٰ کا نیزہ ہے۔ اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور شہروں کی مدد کرتے ہیں۔

سواد عربوں نے جب عراق سے فارسیوں کو مار بھگایا اور ان کے نہری نظام اور باغات و شجرات کی سرسبزی دیکھی تو عراق کو سواد کا نام دیا۔

۷۔ قال ابو عبیدہ - سمي العراق بالسواد اللغضة التي في الخيل والشجرة والنور لان العرب قد تلحق لون الغضة بالسواد فتوضع احداهما موضع الاخر ومن ذلك قول الله تعالى حين ذكروا الجنيتين "مداهمتان" هما في التفسير غصن وان توصفت الغضة بالدهمة دهي من سواد الليل۔

یہ حقیقت ہے کہ شدت سبزی کا لے رنگ کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کے جنت نظر علاقے کا نام اہل میں "سواد" تھا پتہ نہیں "و" کس طرح "ت" میں بدلا گیا ہے۔ ایک تاریخی مقولہ مشہور ہے جس وقت سید بابا صاحب کے ایک مرید نے کہا "صلہ سوات خشک تو دے" (سوات کیسا کالا ہے) تو سید بابا نے جواباً کہا "خو مو دہم دے" (لیکن سودہ حال بھی ہے)۔

ہاں تو موضوع سے ہٹ گیا ہوں کہاں عراق اور کہاں سوات۔ قارئین کو پھر عراق لئے چلتا ہوں۔

بغداد کے متعلق نبی علیہ السلام کی پیشین گوئی | عن ابی عثمان عن جبریر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تسبی مدینة بین دجلة و دجل و قطرب و الصوابة تجی ایہا خزائن الارض و جبا برمتها لہی اسرع
ذہابا فی الارض من الوثق الحدید فی الارض الرخوة .

وجہ معروف دریا ہے و جیل اس کی ایک شاخ ہے۔ قطربیل اور صراقة قاتعین کرنا مشکل ہے۔ بہر حال حضورؐ نے
حدیث میں بغداد کا حدود اربعہ بیان فرمایا۔ پھر فرمایا۔ یہاں زمین کے خزانے اور جابر لوگ اکٹھے ہوں گے پھر اس کی
تباہی کی مثال بھی دی۔ دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ "لہی اسرع انقلابا باہلہا من الوثق الحدید
فی الارض الرخوة .

تیسری حدیث میں یوں آتا ہے فلہی اسرع ذہابا فی الارض من المعول فی الارض والنخوة او النخوة
پہلی اور دوسری حدیث میں تحدید (لوہے کی میخ کا ذکر ہے۔ تیسری میں المعول (کدال) فرمایا۔ اسی طرح زمین
کی حیثیت (خوة) نخوة اور خورۃ بتائی ہے جس سے اس کی نرمی مراد ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ بغداد میں فتنے و فساد اس
طرح سرایت کریں گے جس طرح نرم مٹی میں لوہے کی میخ یا کدال سرایت کرتی ہے۔

لفظ خورۃ۔ پشتو زبان میں "خورہ" نرم مٹی کو کہتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ لفظ عربی سے پشتو میں آیا یا
برعکس معاملہ ہے۔ تاہم تاریخی آثار بتاتے ہیں کہ پشتون قوم کے کچھ قبیلے عراق کی طرف چلے گئے تھے وہاں ایک قبیلہ اپنے آپ
کو خالدی کہتا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہم حضرت خالدؓ کی افغان نژاد بیوی کی اولاد ہیں۔

زوراء بغداد کا دوسرا نام | تاریخی نے بغداد کو تین نام سے یاد کیا ہے۔ بغداد، زوراء۔ اور مدینۃ الاسلام۔ پہلا
اور تیسرا نام تو حدیث سے ثابت نہیں لیکن دوسرے کا ذکر موجود ہے

عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "تكون واقعه بین زوراء قالوا وما الزوراء
یا رسول اللہ؟ قال مدینۃ بین انہار ارض جوخی یسکتھا حبا برة امتی تعذب باربعۃ اصناف
بخسف و مسح و قذت۔ قال اسبرقانی ولہ یذکر الرابع۔

۲۔ عن علی بن ابی طالب انہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول "تكون مدینۃ بین الفرات
و دجلة یكون فیہا ملک بنی العباس وھی الزوراء" قیل لعلی۔ یا اھل المؤمنین لہم سماء رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذوراء؟ قال لان الحرب تدور فی جوانبھا حتی تطبقھا۔

دوسری حدیث میں حضرت علیؓ نے زوراء کے معنی بتاوتے یہ لفظ مؤنث ہے زور کا الحرب (جنگ) عربی
میں مؤنث مستعمل ہے۔

الحرب زوراء (زیارت یا ملاقات کرنے والی جنگ) جنگ کی مناسبت سے بغداد نام پڑ گیا۔

لفظ بغداد کی تحقیق | اسلام سے پہلے بغداد کسری کے زیر نگین تھا۔ یہاں ایک بت تھا جسے لوگ باغ کہتے تھے اس کے ارد گرد علاقہ باغ واد (بت کا عطا کردہ) کے نام سے مشہور ہوا۔

والفقہاء یکرہون هذا الاسم من اجل هذا وسموها ابو جعفر مدینہ السلام لان وجہ لان
یقال لہا وادی السلام۔

فقہاء اس نام سے نفرت کرتے تھے اس لئے ابو جعفر نے اس کا نام مدینۃ الاسلام رکھا چونکہ وجہ وادی الاسلام کے نام سے مشہور تھا۔ بعض کہتے ہیں "باغ" کا پورا لفظ باغ ہے اور "واد" ایک آدمی کا نام تھا۔ باغ فارسی میں بستان کو کہتے ہیں۔ اس لئے اس باغ کو صاف کر کے شہر بسایا گیا جو بغداد کے نام سے مشہور ہوا۔

بغداد کی فضیلت | ۱۔ قال محمد بن سلام سمعت ابی الوبید یقول قال لی شعبۃ ادخلت بغداد قلت لا، قال فکانک لہ توالدینیا راوی کہتا ہے کہ میں نے ابو الوبید سے سنا کہ شعبہ نے اس سے کہا۔ کیا تم بغداد میں داخل ہوئے ہو؟ کہا نہیں شعبہ نے کہا کہ گویا تم نے دنیا نہیں دیکھی۔

۲۔ اسی طرح محمد بن ادریس نے یونس بن الاعلیٰ سے پوچھا کیا تم بغداد گئے ہو؟ کہا، نہیں۔ پھر کہا تو نے نہ دنیا دیکھی اور نہ لوگ۔

۳۔ یزید بن مرزید۔ مارون الرشید کو قصے سنایا کرتا تھا۔ رشید نے کہا۔

اے اعزائی! کیا تمہارا گھر اس محلہ میں ہے؟ اس نے کہا! نہیں!! فرمایا یہاں گھر بتاؤ یہ دنیا والوں کا محلہ ہے۔

۴۔ احمد بن ابی ظاہر سے روایت ہے۔ فرمایا! کہ کسی آدمی سے کہا گیا بغداد کیسے پایا؟ جواب دیا تمام زمین میرا ہے۔ صرف بغداد آباد ہے۔

۵۔ محمد بن سلام ابن علیہ کی وساطت کہتے ہیں "ماربیت قوماً اعتقل فی طلب الحدیث من اہل بغداد۔ بغداد والوں کے سوا میں حدیث کے طلب میں زیادہ سمجھدار اور کسی قوم نہیں دیکھا۔

۶۔ امام شافعی سے روایت ہے۔ "ما دخلت بلدًا قط الا عردتہ سفرًا الا بغداد فانی حین دخلتہا عردتہا وطنًا کسی بھی ملک میں مسافر ہی رہا۔ صرف بغداد کو میں نے اپنے وطن کی طرح پایا۔

طاحطہ۔ ابن جبیر اندلسی نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ جب پہنچا تو میں نے وہاں کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں اجنبیت ہو۔ راقم الحروف کا بھی یہی تجربہ ہے کہ تقریباً چار سال کے قیام میں بغداد کی سکونت شاق نہیں گذری۔ اگر وطن میں بال بچوں کی ذمہ داری نہ ہوتی تو بغداد کو اپنا وطن بنا لیتا۔

۷۔ ابن نجاد المقرئ امام انومات فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابن العلام کو خواب میں دیکھا۔

فقلت لہ ما فعل اللہ بک؟ فقال لی دعنی ما فعل اللہ فی من اقام ببغداد علی السنۃ والجماعۃ ومات نقل

من جنة الى جنة .

خلاصہ یہ ہے کہ جو اہل سنت اور جماعت میں سے ہو تو جنت بغداد سے جنت آخرت میں تبدیل ہوتا ہے۔
۸۔ ابن عیاش بقول - الاسلام ببغداد وانہا صیادۃ تصید الرجال ومن لم یرہا لم یرالدنیا (یہ تو رجال کے شکار کی جگہ ہے۔

۹۔ علی بن الحسن المتوفی نے فرمایا۔ بغداد کی نماز جمعہ - مکہ کی نماز تراویح اور طرطوس (شام) کی نماز عید میں خوب لطف آتا ہے۔
۱۰۔ ابو بکر بن الصلت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بغداد میں جمعہ کی نماز کسی وجہ سے فوت ہو گئی۔ رات کو خواب کوئی کہہ رہا ہے کہ تم نے اللہ کے ستر و لیوں کی معیت میں نماز پڑھنی ترک کر دی۔

۱۱۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ بغداد میں قیام ترک کر دوں۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تم ایسے شہر کو چھوڑ رہے ہو جہاں دس ہزار اللہ کے ولی رہتے ہیں۔ لہذا میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

۱۲۔ ابو بکر بن حمزہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دوست نے خط میں لکھا کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ بغداد کے اٹارنے کی بات کر رہا ہے۔ دوسرا کہہ رہا ہے کہ آج رات یہاں پانچ ہزار قرآن ختم ہوئے تم اسے کیسے اٹاؤ؟

۱۳۔ ابراہیم بن عبد اللہ نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ ابو عثمان الجاحظ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دس شہروں کا سفر کیا ہے اور یہ تاثر لیا ہے کہ الصناعة بالیصر والقصاعة بالکوفة والخیبر ببغداد والغار بالری۔ والحسار بھرة والجفاء بنسایور والنجمل بمورالمطمرۃ بمرقند والمروۃ ببلخ والتجارة بمصر۔

بزیاض بن الحسن الیربلی کا کہنا ہے کہ اسے بغداد میں ایک شیخ حبیبی میں طولی حاصل تھا ملا شیخ نے کہا۔ مسافرنت والآفاق وخلصت والبلدان من حدسمرقندالی القیردان (افریقہ) ومن سرندیپ الی بلدا لروم فما وجدت بلداً افضل ولا اظہب من بغداد۔

یعنی تمام اسلامی ممالک میں بغداد جیسا بہترین و پاکیزہ شہر اسے نہیں ملا۔ ابوالقاسم عبید اللہ فرماتے ہیں ابوالعری (جو نابینا تھے) کا ہاتھ بکڑے مارا تھا اس نے میرا ہاتھ مسلتے ہوئے کہا کہ یہ عظیم شہر ہے کسی نے کسی عالم فاضل شخص سے ملاقات ہو جاتی ہے۔

ذوالنون کا کہنا ہے کہ میں ایک دفعہ بغداد میں گرفتار ہوا۔ ایک سقہ سے پانی پلانے کی خواہش ظاہر کی اس نے پانی پلایا میں نے اسے ایک دینار پیش کیا اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ قیدی ہیں اور قیدی سے رقم وصول کرنا نامناسب ہے۔

سیمان بن موسی کہتے ہیں۔ اذا کان علم الرعل حجازیا وخلق عراقیا وطاعة شامیا فقد کمل (یعنی مکمل انسان وہ ہے جس کا علم حجازی۔ اخلاق عراقی اور طاعت شامی ہو۔

احمد بن جعفر فرماتے ہیں کہ دوست و احباب کی مجلس میں جب بغداد کا ذکر ہوتا تھا تو اکثر بلدہ طیبہ و رب غفور کی تلامذت ہوتی تھی۔

بغداد شعرا کی نظر میں | بغداد کے متعلق نظم اور نثر میں اتنا کچھ لکھا گیا ہے کہ اس مقالے میں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ نثر کے تذرات آپ نے ملاحظہ فرمائے اب کچھ آہیات ملاحظہ ہو محمد بن خلف ہمدانی فرماتے ہیں۔

فدی لک یا بغداد کل قبیلہ من الارض حتی خطی و دیار یا
اے بغداد میرا ملک و علاقہ اور ہر خطہ زمین میرا و ہر قبیلہ تجھ پر قربان ہو
فقد طفت فی شرق البلاد و غربها و سیرت رحلی بنہا و رکابہا
میں مشرق اور مغرب میں پیدل اور سوار پھر رہا ہوں۔
فلم ارفیہا مثل بغداد من بلاد و لم ارفیہا مثل حبسہ وادیا
لیکن بغداد جیسا ٹھکانہ اور وجہ جیسی وادی نہیں دیکھی
ولا مثل اهلہا ارق و شمساً لا اعذب الغاظ و اعلیٰ معانیا
اور نہ اہل بغداد کی طرح نرم مزاجی پر معنی اور پیاری باتوں والے لوگ ہیں نے دیکھے۔

یقیم الرجال الاغنیاء و رضیم دترنی النوی بالمقرین المرامیا
اہل بغداد کی سر زمین پر اغنیاء بستے ہیں جو دل و جان سے فقر کی مدد کرتے ہیں
ایک اور شاعر بغداد کے اوصاف اس طرح بیان کرتا ہے۔
سقی اللہ صوب الغایات محلہ بغداد میں الکرخ فاعلمہ فابجسر
اللہ تعالیٰ صبح کے بادلوں سے بغداد اور کرخ کے درمیانی علاقے خاص طور پر قصر الخلد اور منطقہ پل کو سیراب کرے۔

ھی البلدة الحسنیٰ خصت لاسلہا باشیاء لم یحجن مذکن فی مصر
بغداد تو دہن جیسا شہر ہے اس کے اہل کو ایسی نعمتوں سے نواز گیا ہے جو کسی دوسرے شہر کو نہیں نوازا گیا۔
ہو اذ یقین فی اعتدال و صحت و ما ذلہ طعم الذمن الخمر
اس کی ہوا صحت بخش، معتدل اور مزیدار ہے اور اس کا پانی تو شراب سے زیادہ لذیذ ہے
و جلیقاً شطآن قد نظامت بتاج الی تاج و قصر الی قصر

اس کے علاوہ دجلہ کے دونوں کناروں نے تاجوں اور محلات کو پروئے ہیں
تراہ کسک ہوا لمیاء کففتہ و مصباؤہا مثل ایوا قیت والدیری
(اے مخاطب) تو بغداد کو مشک کی طرح خوشبودار اور اس کے پانی کو چاندی کی طرح سفید اور اس کی کنکریاں

یا قوت و گوہر کی طرح پائے گا۔

ایک اور شاعر نے بغداد کی تعریف ان ابیات میں کی ہے
علی بغداد معدن کل طیب و معنی ندر ہمت المتمر صیبا

(میری جان فدا ہو) بغداد پر جو ہر قسم کی خوشی کا خزانہ ہے اور ہر قسم کی طرب و خوشی طلب گاروں کیلئے جائے غنا ہے۔
سلام کلمہ جرحست بلحظ عیون المشتہین المشتہینا

ان مشتاق پر میرا سلام ہو جن کو (بغداد) کی ماہ پیکر نازنینوں نے زخمی کیا ہوا ہے۔

وخلنا کارہین لہا فلما الفنا ما خرجنا مکرہین

ارے ہم نے تو بغداد سے نفرت کرتے ہوئے اس میں داخل ہوئے تھے اور جب ہم نے اسے اپنا الیف و طیف بنایا تب ہم ناپسندیدگی کے ساتھ اس سے نکلے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آخری شعر شاعر نے میرے حق میں کہا ہے یہی حال میرا تھا۔ ابتداء میں بغداد کو بری نگاہ سے دیکھتا تھا لیکن جب عادی ہوا اور وہاں کے ماحول میں رہنے سہنے لگا تو نکلتے وقت رونا آتا تھا۔ ایک دفعہ جب یونیورسٹی تین ماہ کی تعطیلات کے لئے بند ہوئی اور میں پاکستان آیا تو آپ یقین کریں کہ تین ماہ مجھے تین سال کے برابر لگے تھے۔
وجملہ و فرات | بغداد جو عراق کا دل ہے یہاں کے دریا و قل کا بیان کرنا بھی ضروری ہے۔

عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلا فہر ان من الجنۃ النیل والفرات
یعنی ان نہروں کو جنتی نہروں سے صفائی اور لذت میں کچھ نسبت ہے۔

دوسری حدیث میں ہے جس کے ماویٰ حضرت ابو ہریرہ ہیں فرماتے ہیں:-

فجوت اربعۃ اشہار من الجنۃ۔ الفرات والنیل وسیحان وجیحان
چار نہریں جنت کی نہروں سے کچھ نسبت رکھتی ہیں۔ فرات۔ نیل۔ سیحان اور جیحان
ابو حبیب، ابو انخیر سے روایت کرتے ہیں کہ کعب نے کہا۔

فہر النیل فہر العسل فی الجنۃ و فہر دجلہ فہر اللبن فی الجنۃ و اشہر الفرات فہر الخمر

فی الجنۃ و فہر سیحان فہر الماء فی الجنۃ فاطفا اللہ نودھن لیصیرھن الی الجنۃ

یعنی یہ نہریں بالترتیب، شہد، دودھ، شراب اور پانی کی جنت نظیر نہریں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تیزی کم کر دی تاکہ جنت کی نہروں کی تاثیر کم نہ ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

انزل اللہ من الجنۃ الی الارض خمسۃ اشہار سیحون و فہر المہند و جیحون و فہر بلخ

(بقیہ ص ۲۱ پر)

تغیر کی دنیا میں روح افزا کو دوام حاصل ہے

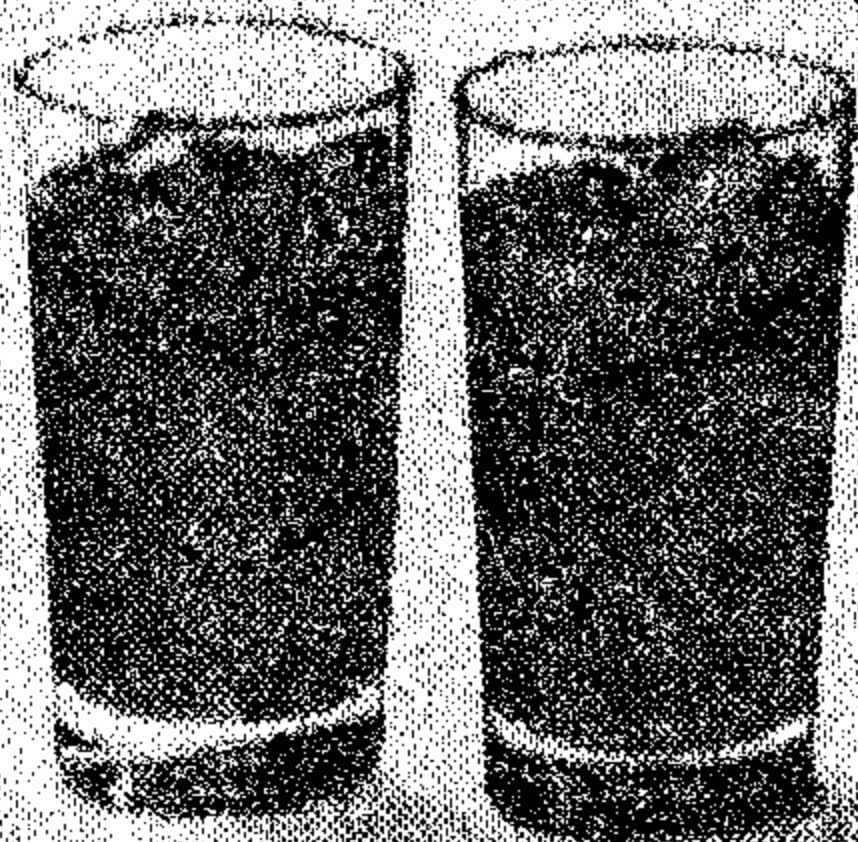
روح افزا جیسے سچے مشروب کی تخلیق میں طویل تجربہ،
فنی مہارت اور طبی علم و دانش کا بڑا ہاتھ ہے۔ اس کی کوالٹی بھی
اسی مہارت سے قائم و دائم رکھی جاتی ہے۔

بے شک ذائقہ، تاثیر اور رنگ میں کوئی مشروب
روح افزا کا ثانی نہیں۔

مشروبات میں سرفہرست
روح افزا

(ہمدرد)

ہم خدمت خلق کرتے ہیں



اخلاق، عمل اور مذہب سب سے اوپر مذہب اصول اخلاق

یاد رفتگان
از مولانا عبدالحلیم اثر افغانی

مولانا شیخ عبدالحلیم اختر زادہ صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ

عزیز مولانا سمیع الحق سلمہ اللہ وکان اللہ

مجلہ الحق اکوڑہ کے تازہ شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۸۳ء میں حضرت مولانا عبدالحلیم صدر مدرسین جامعہ حقانیہ کی وفات کی خبر پڑھی۔ میری طرف سے مرحوم کی تعزیت منظور فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ اور ان کے پس ماندگان اور اراکین دارالعلوم کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

ذیل میں مرحوم کے متعلق چند سطوار سال کر رہا ہوں اسے یاد رفتہ گان کے طور مرحوم کے ایک ہم عمر اور ہمورس کے عینی شاہد راوی کی زبانی اپنے مجلہ میں شائع کروں گے۔ میں نے مرحوم کے نام کے ساتھ لفظ اختر زادہ کا اضافہ کیا ہے۔ اس کی وضاحت آجاتی ہے۔

پہلی ملاقات | چند ماہ پہلے راقم الحروف عبدالحلیم اختر نے دارالعلوم حقانیہ کی زیارت کی تھی۔ لیکن مرحوم مولانا اختر زادہ عبدالحلیم رخصت پر تھے۔ ملاقات نہ ہو سکی۔ اس لئے مرحوم سے اپنی پوری زندگی میں اس پہلی ملاقات کا ذکر کروں گا۔ جو آج ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء سے ساٹھ سال پہلے ۱۳۷۳ھ ۱۹۲۴ء میں ہوئی تھی اور اس ملاقات کی یادوں کے نقوش ابھی تک ذہن میں باقی ہیں۔ ایک عرب شاعر نے کہا تھا

کان لم یکن بن المحون الی الصفا انیس ولم یسیر بکد سامر

جیسے آج اور صفا دونوں پہاڑیوں کے درمیان کوئی دوست باقی ہی نہ رہا اور نہ مکہ میں کسی رات کو کہانی سنانے والی شخصیت باقی رہی ہو جس نے بیٹے ہوئے دنوں کی کہانی سنائی ہو۔

راقم الحروف عبدالحلیم اثر سمر الدلیل کے طور کچھ کہانی سنانے چلا ہے اس میں مرحوم کی یادیں ملیں گی۔ مرحوم کے آباؤ اجداد اور مشاہیر کا تذکرہ ملے گا۔ اور کچھ ان اس تذکرہ کا تذکرہ ملے گا جن سے راقم الحروف اور اختر زادہ مرحوم نے فیض علی حاصل کیا تھا۔

جلالیہ | راقم الحروف اور مرحوم اخندزادہ عبدالحلیم کی پہلی ملاقات ضلع ٹانک وادی چچ کے موضع جلالیہ میں درسگاہ حضرت مولانا السید الشیخ عبدالشکور علیہ الرحمۃ میں ہوئی تھی۔

سید عبدالشکور | سب سے پہلے حضرت مولانا السید عبدالشکور کے متعلق چند کلمات لکھوں گا کہ حضرت الاستاذ سید عبدالشکور حضرت مولانا السید الشیخ عبدالحی الحسینی فرنگی علی لکھنوی کے شاگرد تھے اور آپ حضرت شیخ احمد زینی دحلانی مفتی مکہ مکرمہ کے شاگرد تھے۔ حضرت احمد زینی دحلان کی تالیفات میں سے ان کی ایک تالیف جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی پر ہے حدیقہ نعمان قابل ذکر ہے۔

حضرت الاستاذ السید الشیخ مولانا عبدالشکور کا شجرہ نسب یہ ہے۔ سید عبدالشکور ولد سید عبدالحمید (ثانی) ولد سید محمود ولد علی ولد شاہ محمود ولد عبدالحمید (اول) ولد جلال الدین عبداللہ (بانی قصبہ جلالیہ) ولد عبدالسلام ولد محمد حسرت اللہ ولد محمود ولد علی زین العابدین ولد نصیر الدین موسیٰ رحمۃ اللہ علیہم۔

۱۳۴۳ھ ۱۹۲۴ء میں اس درسگاہ میں طالب علموں کی تعداد ۴۷ تھی۔ اور ان میں سب سے کم عمر طالب علم ہم تین تھے راقم الحروف۔ اخندزادہ عبدالحلیم اور ان کے ایک چھوٹے بھائی جن کا نام یاد نہیں آتا۔ میرے اور اخندزادہ عبدالحلیم کی عمر میں ایک سال دو کافرق ہو یا نہ ہو۔ راقم الحروف ذرا دبلا پتلا سا تھا اور اخندزادہ عبدالحلیم گول منٹول بھرے بھرے جسم کا جیسے بدن میں کوئی ہڈی ہی نہ ہو۔ میرے اور ان کے دونوں کا رنگ سانولا، دونوں کی بڑی بڑی کالی آنکھیں۔ کشادہ ابرو۔ لیکن اخندزادہ عبدالحلیم کی آنکھیں خارا لود رہتیں۔ میں ذرا شلوخ اور اخندزادہ کم گو۔ خاموش۔ ہر وقت اپنے اپنے ہاتھ کا تکیہ لگائے دراز رہتے۔ اور دیکھنے والے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر دیکھنے میں انہیں ٹوکنا یہ نگاہیں عاشقانہ ہیں یا معشوقانہ بہر حال پیار بھری نگاہیں تھیں۔

ہمارے ایک دوسرے ہمدرد تحصیل صوبائی موضع پستی کے رہنے والے تھے۔ دبے پتے لائے تڑنگے جیسے تھے ہمارے ہم عمر ہی تھے۔ ان کا نام ذہن سے نکل گیا ہے۔ بعد میں موضع طور کے مسجد صاحب زادگان میں میرے ہمدرد بھی رہے تھے پتہ چلا ہے کہ یہ صاحب بھی فاضل عالم بن کر نکلے۔ کچھ عرصہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مدرس بھی رہے۔ ان کا نام پتا لکھ دیں تو بات بن جائے یہ۔

۱۔ آپ کا نام شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن تھا۔ دارالعلوم حقانیہ میں آپ نے تدریس نہیں کی۔ تدریس کا زیادہ تر زمانہ میٹھ چارسدہ اور پٹنڈی میں گذارا۔ علم اصول حدیث میں آپ کی تصنیف جو اہر الاصول فی مصطلح احادیث الرسول مشہور ہے۔ مورخہ ۵ راپرچ ۱۹۷۵ء کو پٹنڈی ریڈنگ اسپتال پشاور میں آپ کا وصال ہوا۔ جنازہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے پڑھایا اور تین بجے آبائی گاؤں موضع مینی میں سپرد خاک کر دئے گئے۔ (خانی)

مولانا السید الشکور جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان دنوں ان کی عمر ایک سو دس سال سے زیادہ تھی اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان کے حواس خمسہ بحال تھے۔ بنیائی ایسی کہ بغیر چشمہ لگائے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ سرور قد۔ کمر میں کوئی خمیدگی نہیں۔ مال مویشی کو کتوئیں پر پانی پلاتے خود لے جایا کرتے۔ سفید نورانی چہرہ۔ سفید لباس۔ سفید غلام۔ وہ خود درس نہ دیتے بلکہ یہ فریضہ ان کے فرزند اکبر مولانا عبد اللطیف ادا فرماتے جن سے راقم الحروف کتاب اصول شائشی اور اخذ زادہ عبد الحلیم کتاب کافیہ در علم نحو پڑھ رہے تھے۔ راقم الحروف اسی گاؤں کے ایک دوسرے عالم مولانا سید عبدالرشید سے شرح جامی پڑھ رہا تھا۔

اتفاق دیکھئے کہ راقم الحروف کے جد امجد سید عبد اللطیف حضرت مولانا السید عبدالشکور کے جد امجد سید عبد المجید کے شاگرد رہے تھے۔ ان اجلاؤں کرام کی روحانی تصرفات کی بدولت راقم الحروف نے حضرت مولانا السید الشکور سے استدعا کی کہ وہ بہ نفس نفیس مجھے کچھ پڑھائیں۔ جو انہوں نے منظور فرمایا۔

شمۃ النحو ایک کتاب صوبہ سرحد کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے جس کا نام ہے شمتہ النحو۔ حضرت الاستاذ مولانا السید الشکور کے پاس اس کا ایک مطبوعہ نسخہ تھا جو ۱۲۵۲ھ - ۱۸۳۶ء میں کانپور میں چھپا تھا اس کے سرورق پر یہ عبارت درج تھی۔

”شمۃ النحو من تألیف مولانا محمد یوسف ابن محمد یعقوب یوسفزائے“

اس کتاب کے متعلق وادی سہم و سوات اور وادی پشاور کے لوگوں کو یہ علم نہیں ہے کہ یہ کتاب ایک یوسفزائے عالم کی تالیف ہے ہم اسے مفاترہ یوسفزائے میں شمار کر سکتے ہیں۔

باوجودیکہ شمتہ النحو علم نحو کی ابتدائی کتاب ہے اور اسے میں پڑھ چکا تھا لیکن حضرت الاستاذ کے ارشاد کے مطابق اس کتاب کا دیباچہ ان سے پڑھ کر شرف تلمذ حاصل کیا۔

ارجوزۃ سینا۔ حضرت الاستاذ کے پاس ایک مختصر سی منظوم مصرکی چھپی ہوئی کتاب تھی ارجوزۃ سینا۔ یہ علم طب کی کتاب تھی۔ استاد مرحوم نے اس کے ابتدائی اشعار میں مجھے شرف تلمذ بخشا۔ اس کے چند اشعار ذہن میں محفوظ ہیں۔

جو شیخ ابو علی ابن حسین ابن سینا المعروف ابو علی سینا کے رجز یہ اشعار میں سے گوہر آبدار ہیں

اسع بنی وصیتی واعمل بها والطب معقود نبص کلاہی

اجعل غذاک کل یوم مرة واحذر طعاما قبل هضم طعاهی

لا تشرب عقیب الکلی عاجلاً فتقود نفسك لاذی بزوماہی

واحفظ منیک ما استطعت فانہا ماء الحیات یراق فی الارصاہی

حدائق النعمان حضرت الاستاذ نے اپنے شیخ احمد ابن زینی وطلحان کی تالیف حدائق النعمان مطالعہ کے لئے عنایت

فرمانی نام کے سند کی اجازت دی۔ اور میں نے اس پر اپنے بچپن ہی میں عربی زبان میں تہذیب الافغان کے نام سے تعلیقات لکھیں ان تعلیقات کی دھندلی سی یادیں اب بھی ذہن میں محفوظ ہیں۔

اخندزادہ عبدالحلیم نے مولانا السید الشیخ عبدالشکور کے فرزند اکبر سے شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ ان کا سلسلہ تلمذیوں رہا۔ عبدالحلیم عن عبدالمطہع عن ابیہ عبدالشکور عن سید عبدالحی الحسینی ہو عن ابیہ سید عبدالحلیم الحسینی وایضاً عن سید احمد زینی وطلان محدث و مفتی مکہ۔

راقم الحروف نے حضرت السید الشیخ عبدالشکور الحسینی سے ان کے اسناد سید عبدالحی لکھنوی کے طرز تالیف و تصنیف کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ اور اس بزرگ استاد کے طریقہ کی پیروی کئے ہوئے تصنیف و تالیف کی طرف توجہ دی اور یہ ان کے فبوضات کی برکت سے کہ اس وقت مجھے عربی، فارسی، پشتو اور اردو زبانوں میں کتابوں کے ایک کثیر تعداد کی تالیف کی سعادت حاصل رہی ہے۔ ولہذا الحمد

لطیفہ۔ موضع جلالید کے قیام کے دوران ایک لطیفہ پیش آیا۔ جس کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اس لطیفہ کا پس منظر یہ ہے کہ صوبہ سرحد کی وادی بونیر میں دو پہاڑیاں ہیں ۱۔ کوہ دوسرا ۲۔ کوہ ایلم۔ اس وادی کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ (الف) ایک گروہ کا دعویٰ تھا کہ کوہ دوسرا سب سے اونچی پہاڑی ہے (ب) اور دوسرے گروہ کا دعویٰ یہ تھا کہ کوہ ایلم سب سے اونچی پہاڑی ہے۔ اس سوال پر لڑائی جھگڑے بھی ہوئے۔ کوہ ایلم کے طرفدار یہ پتھر ڈھوک کر کوہ ایلم کی چوٹی بلند تر بناتے رہے۔ ایک دفعہ کوہ ایلم کو کھانسی زکام کی شکایت ہو گئی ہذا مسنور کی وال پکا کر اسے پلاتے رہے۔

ہمارے ایک پھر رس طالب علم کا نام تھا عبدالواحد بونیری۔ پتہ چلا کہ جناب کوہ ایلم کے طرفداروں میں سے ہیں۔ طالب علم کو دلچسپی کا موقع ملا تھا آیا۔ حبیب کھانا کھانے کے لئے بیٹھتے اس وقت کوہ ایلم کی ہجو شروع ہو جاتی۔ دیکھو یہ کوہ ایلم بھی کوئی پہاڑ ہے۔ پہاڑ اگر ہے تو کوہ دوسرا ہے۔ اور بے چارہ عبدالواحد آنکھوں میں آنسو بھر لاتا اور کھانا کھائے بغیر اٹھ جاتا۔ آخر طلبا نے آپس میں مشورہ کیا کہ پہاڑے عبدالواحد کی اکیلی جان ہے کچھ طلبا اس کے ساتھی بن جائیں تاکہ اس کھیل میں جان بچے۔

فیصلہ کے مطابق چودہ طلبا بونیری طالب علم عبدالواحد کے ساتھی بن گئے۔ جن میں سے ایک راقم الحروف بھی تھا۔ اور باقی طلبا کوہ دوسرا کے طرفدار بن گئے۔ جن میں سے ایک اخندزادہ عبدالحلیم بھی تھا۔ اب کھانا کھاتے وقت دونوں طرف سے مبالغہ آرائی کی حد تک دلائل دئے جاتے۔ اس سلسلہ نے راقم الحروف نے ایک پشتو نظم لکھی جو میری شاعری کے

لے سرو سے کے بعد معلوم ہوا کہ کوہ دوسرا کی چوٹی کوہ ایلم سے بلند ہے۔ (خانی)

آغاز کی پہلی نظم ہے۔ اس کا ایک شعر تھا۔

دا بوحان دے چہ پرے شی الزم د خصم چہ یہ خواہنے د ایلہ دے پیو بابا پروت
اس شعر کی بنیاد اس روایت پر ہے کہ ایک بونیری سے کسی نے پوچھا کہ وہ ایلہ بڑا ہے یا پیر بابا۔ اس پر بونیری نے جواب
دیا کہ خدا تجھے ایسا حیران کر دے جس طرح تو نے مجھے حیران کیا ہے۔

آخر تنگ اگر عبد الواحد بونیری نے خوشامدین تمام طلباء کی دعوت کی جس پر پانچ روپے نقد خرچ کئے جو آج کل کے
پانچ سو روپے کے برابر ہیں۔ لیکن اب وہ باتیں کہاں۔ آج کوہ ایلہ اور کوہ دوسرا کے سوال پر کوئی لڑائی نہیں۔
اخندزادہ عبدالحکیم مولوی | راقم الحروف نے ابتدائے میں مولوی عبدالحکیم مرحوم کے نام کے ساتھ لفظ اخندزادہ بڑھا
دیہے اس کی وجہ یہ کہ آپ ضلع مردان تحصیل صوابی کے جس گاؤں (زر دبی) کے رہنے والے تھے اس گاؤں کی بنیاد ۸۷۹ھ
۱۵۶۹ء میں شیخ سید سکندر ابن عباس ابن عبد الغنی ابن ابو الفتح نور الدین حسین ابن آدم ابن علی شیر ابن یوسف گدال الدین
یوسف گدال نے ۷۷۲ھ میں وفات پائی ہے۔ سید نصیر الدین محمود چران دہلوی کے مرید تھے اور دادی بونیر کے گدائی زئی
اس کی نسل سے ہیں۔ یوسف کا مزار ضلع میرٹھ کے قریب چندھیری میں ہے۔

سید سکندر کی نسل میں سے سید اخندزادہ محمد ابن حامد ابن بہار الدین حیدر ابن سید سکندر کا مزار اس گاؤں کے مغرب
میں واقع ہے۔ آپ استاذ الانس والجان تھے۔ ہمارے بعض مشاہیر علماء ایسے گذرے ہیں جن کے درس میں مسلمان جنات بھی
شامل ہوتے تھے۔ اور مسلمان جنات کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ حد درجہ وفادار ہوتے ہیں۔ اپنے استاد کے مزار پر
باقاعدہ حاضری دیتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ نوافل اور تہجد پڑھ کر اس کا ثواب اپنے استاد کی روح کو بخشتے
ہیں۔ جنات کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آج بھی حضرت سید الشیخ محمد کے مزار پر سلام کے لئے ان کے شاگرد جنات
حاضری دیتے ہیں۔ مزار ایک چار دیواری کے تنگ سے احاطہ میں ہے۔ اس پر چھت نہیں ہے۔ حضرت السید الشیخ اخند
زادہ محمد متوفی ۱۰۸۷ھ۔ ۱۶۱۶ء سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کے مزارات پر چھت نہیں ہوتی۔ البتہ جو بزرگ سلسلہ
قادریہ اور چشتیہ سے وابستہ ہیں ان کے مزارات پر چھت ہوتی ہے۔ سلسلہ سمہ درویش جو سلسلہ قادریہ کی ایک ذیلی
شاخ ہے اس کو بھی قادریہ کے ذیل میں شمار کیا جاتا ہے ایسے بزرگوں کے مزارات پر گنبدیں بنی ہوئی ہیں۔

یہاں ایک خاص تصوفی نکتہ کی طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک بزرگ اپنی زندگی میں پہلے کتنے
ہی سلاسل طریقت سے منسلک ہو۔ فوت ہونے پر اس کی نسبت ایک خاص طریقہ کی طرف ہو جاتی ہے۔ مثلاً حضرت شیخ
اخوند حافظ عبد الغفور باباجی صاحب سید و شریف سوات اپنی زندگی میں چشتی، سمہ درویش، نقشبندی قادری تھے لیکن
فوت ہونے پر ان کی نسبت سلسلہ نقشبندیہ کی طرف کی گئی ہے۔ ان تصوفی باتوں کا علم ان انوار کی کیفیتوں سے ہوتا ہے
جو ایسے مزارات سے پھوٹتے رہتے ہیں۔ حضرت مولانا اخندزادہ محمد عالم و فاضل تھے۔ علم اصول فقہ کی کتابوں میں ان کے

حواشی موجود ہیں۔ آپ پشتو اور فارسی کے ادیب بھی تھے۔ ان کا کلام موجود ہے آپ کے علمی آثار میں سے سیرت النبی کے نام سے ایک منظوم کتاب تھی۔ جس کے ابتدائی اشعار درج ذیل ہیں۔

يقول محمد بن البرزى الشافعى الحمد لله المصين المقتدرى

والحمد لله على ما قد هدنى من نظم سورة النبى اصمدا

اس علمی نسخہ میں ایک صاحب کی مہر تھی جس میں ان کا نام منصف اور سال ۱۱۱۰ھ - ۱۶۹۹ء درج تھی۔ اور منصف کی مہر کے نیچے یہ فارسی شعر درج تھا۔

منصف این طرفہ نسخہ دخواہ وقت شد خالصاً لوجه الله

راقم الحروف کی معلومات کے مطابق اخوندزادہ محمد کے ایک فرزند کا نام عبدالحکیم تھا۔ اور یہ اخوندزادہ مولوی عبدالحکیم مرحوم اس اخوندزادہ مولانا عبدالحکیم کی نسل سے تھے اور مجھے یہ پورے اسناد سے معلوم ہوا ہے کہ یہ اخوندزادہ مولانا عبدالحکیم کے جدِ مجد بھی صاحب نسبت بزرگ اور سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے۔ صاحب کشف بھی تھے اور یہ ان نفوس قدسیہ کی فیضان تھی کہ بھولا بھالا عبدالحکیم بالآخر مولانا عبدالحکیم بن گئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ



نیلام محصول جنگی

ٹاؤن کمیٹی جہانگیرہ ڈائنڈسٹرل ایریا، ضلع پشاور

اپنی محصول جنگی، راہدار می قیس کا ٹھیکہ برائے مینعاد ایک سال ازیکم جولائی ۱۹۸۳ء تا ۲۰ جون ۱۹۸۴ء بذریعہ کھلی بولی نیلام کرنا چاہتی ہے۔ لہذا خواہشمند حضرات بولی میں حصہ لینے کے لئے سورہ ۲۲ کو بوقت ۳۰ - ۹ بجے صبح دفتر ٹاؤن کمیٹی جہانگیرہ میں تشریف لائیں۔ ہر بولی دہندہ کو مبلغ بیس ہزار روپیہ (مبلغ - /۲۰۰۰ روپیہ) نقد یا کال ڈیپازٹ کی صورت میں بطور زر پیشگی کمیٹی کے فنڈ میں جمع کرانی ہوگی۔ جب کہ دیگر شرائط موقع پر سنائی جائیں گی۔

المشتہر

پور دل خان چیمبرین
ٹاؤن کمیٹی جہانگیرہ
(ڈائنڈسٹرل ایریا)

حکیم محمد سعید (ہمدرد)

جوانِ امروز — بہ تعمیرِ جہاں خیز !

روحِ دنیا پر دائمی تحریر اُن ہی افراد نے رقم کی ہے کہ جنہوں نے علم و عمل کے ارتباط اور جہدِ مسلسل اور سعیِ پیہم کو بدرجہ کمال اہمیت دی۔ صفحہٴ ارض پر رفعتوں اور عظمتوں کے شمس و قمران ہی اقوام و ملل نے روشن کئے ہیں کہ جنہوں نے اپنی خودی کا احترام کیا اور اپنے نظریہٴ حیاتِ ملی کے تحفظ کو اپنا ایمان بنایا ہے۔ اور اس حقیقت کا ادراک کیا ہے کہ ایمان اساسِ نصر ہے۔ کرۂ زمین پر سرفراز اُن ہی افراد و اہم کا بلند ہوا ہے۔ کہ جنہوں نے ادب و اخلاق، احترامِ انسان اور اکرامِ آدمی کو حاصلِ زندگانی قرار دیا۔ یہ معیارِ اخلاق ہی تھے کہ جو شمعِ علم روشن کر کے تعمیرِ جہاں کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہزار سال تک اس شمع کی روشنی سے سارے جہاں کو منور و درخشاں رکھا۔ ایسے معیارِ اخلاق آج کہاں ہیں؟ کہاں کھڑے ہیں؟ وہ روشن شمعِ علم کہاں ہے؟ کس کے ہاتھ میں ہم نے دے دی ہے۔؟

غضب کی تاریکی چھائی ہے! انسان کو انسان نظر نہیں آ رہا ہے، آدمی کو انسان ہونا میسر نہیں ہے۔ احترام و اکرامِ باہمی رخصت ہوا ہے اور علم و عالم سے محبت شاذ! تعلیم اور تحصیلِ علم سے تعلق کم یاب! خودی عنفا اور اخلاق غائب!

یہ غضب کی تاریکی کہ جس نے پوری ملت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، محتاجِ شمع ہے! یہ تمہارے انتظار میں ہے کہ تم اس شمع کو روشن کر کے اپنے جہاں کو نہی نہیں سارے جہاں کو روشن کر دو کہ یہ خوفناک تاریکی چھٹ جائے۔

جوانِ امروز! وقت اور سمندر کی لہر کسی کا انتظار نہیں کرتے۔ قانونِ فطرت اور دستورِ قدرت غافلوں اور کاہلوں کا حامی نہیں ہے۔ ہم سے پہلے قومیں اس لئے نابود ہوئیں کہ انہوں نے ایمان اور فکر و عمل کی ہم آہنگی کو ضروری نہ جانا۔ اخلاق و کردار کی اہمیت کو انہوں نے نظر انداز کیا اور وقت کے تقاضوں کو نہ سمجھا۔ علم و عالم کی وہ قدرواں نہ ہوئیں۔ اور تعمیرِ جہاں کے لئے ان کے نوجواں کمر بستہ نہ ہوئے۔

جوانِ امروز!

۔ کیا تم نے بھی شبِ تاریک کو ہمیشہ کے لئے قبول کر لیا ہے؟

۔ کیا تمہارے لئے بھی سپردِ سحر میں اب کوئی کشش نہیں رہی؟

ملکی صنعت قوم کی خدمت ہے
 قومی خدمت ایک عبادت ہے

سروس انڈسٹریز

اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے سال ہا سال سے
 اس خدمت میں مصروف ہے



قدم حسین قدم قدم

تحریر و شہینہ

کے بانی کا دعویٰ نبوت و رسالت

ایک تحقیقی جائزہ

ان۔ مہر اللہ صاحب مدرار لکھنوی

میری ہستی خدا کی ہستی میں گھیل رہی تھی | ۶۲ - ہستی من در ہستی اومی گداخت (صراط التوحید)

ترجمہ - میری ہستی اس کی ہستی میں گھیل رہی تھی۔

اس عبارت میں بایزید نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ظرف اور اپنی ہستی کو مضمون قرار دیا۔ اور مضمون ظرف سے فوق ہوتا ہے۔ اور اس پر بھی غور کیا جائے کہ جو چیز کسی چیز میں گھلتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گھلنے والی چیز نے اپنے ظرف میں نفوذ کیا۔ اور خداوند قدوس و بڑتر کی ذات کے بارے میں ایسی باتیں کہنا جو عقل و نقل کے صریح خلاف ہیں۔ بایزید ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حلول و اختلاط سے پاک ہے | بایزید کے مذکورہ الہامات و توہمات سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں غلط اور فاسد تصورات پیدا ہوتے ہیں جن کا ہم مختصراً ازالہ کرتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ نے فرمایا۔

ولیس معنی قوله وهو معكم انه مختلط بالخلق فان هذا لا توجبه اللغة وهو مخلوق ما اجمعه عليه سلف الامة وخلاف ما فطر الله عليه الخلق بل القمر آية من آيات الله من صفو مخلوقاته وهو موصوف في السماء وهو مع المسافر وغير المسافر اينما كان وهو سبحانه فوق عرشه رقيب على خلقه (العقيدة الواسطية ص ۱۳)

ترجمہ - اور اللہ تعالیٰ کے اس قول "وہو معکم" کے یہ معنی نہیں کہ اللہ مخلوق کے ساتھ مختلط (گڈ گڈ) ہے۔ یہ مطلب لینا لغت کے خلاف بھی ہے اور اجماع سلف کے بھی خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس فطرت کے بھی خلاف ہے جس پر اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ چاند اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور وہ اللہ کی ادنیٰ مخلوقات میں سے ہے۔ اور وہ آسمان میں ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ مسافر اور غیر مسافر

سب کے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور اللہ پاک اپنے عرش کے اوپر ہے اور اپنی مخلوقات پر نگران ہے۔
قال الامام الذہبی فی کتاب العرش قبل لابی عبد اللہ بن احمد بن حنبل اللہ فوق السیما
السابعة علی عرشہ بات من خلقہ وعلیہ وقد رقبہ بکل مکان قال نعم۔

ترجمہ۔ امام ذہبی نے کتاب العرش میں کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ اللہ ساتویں آسمان کے اوپر اپنے
عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اور اس کا علم اور قدرت ہر جگہ پر ہے تو امام احمد نے جواب دیا کہ ہاں ایسا
ہی ہے۔

اختصار کی خاطر ان دو حوالوں پر اکتفا کیا گیا جس سے بایزید کے اللہ کے بارے میں تمام خیالات باطلہ کی بخوبی
تردید ہو جاتی ہے۔

قرآن میں تحریف لفظی و معنوی | بایزید نے قرآن کے اندر بے شمار لفظی اور معنوی تحریفات کی ہیں جن کو اختصار
کی خاطر ہم چھوڑتے ہیں۔ اس نے مستقل تین آیتیں بھی جعلی بنائی ہیں۔ اور صاف کہا ہے کہ یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔ جن میں ہم
صرف ایک آیت پیش کرتے ہیں جو درج ذیل ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ إِلَى رَبِّهِمْ يَكُفِّرَةً وَاعْتِصِيًّا (غیر البیان ص ۲۴۳)

ترجمہ۔ یعنی بندوں میں سے ایسے بھی ہیں جو صبح و شام اپنی چشم سر کے ساتھ اللہ کو دیکھتے رہتے ہیں
اور ان بندوں میں سے بایزید کی اپنی ذات مراد ہے۔ بایزید صحیح عربی نہیں لکھ سکتا اس نے قرآن کے بعض
کلمات کو مربوط کر کے یہ آیت بنائی ہے۔ بایزید جب کہ اللہ کی ذات میں اپنی ذات کے پگھلنے اور نفوذ و
سرایت کرنے کا قائل ہے۔ تو اللہ کی ذات کو صبح و شام دیکھنا اس کے مقابلے میں سہل بات ہے۔ بہر حال بایزید کے
یہ دعویٰ اور عقائد از روئے قرآن و سنت و جماع امت قطعی باطل اور مردود ہیں۔

قرآن کی آیتوں سے غلط استدلال | بایزید نے جا بجا اپنے مطالب کی تائید بے شمار آیتوں سے کی ہے
لیکن یہ استدلال قطعی بے محل اور اس کے مقاصد سے کوئی نہیں رکھتے ہم یہاں ان میں سے صرف ایک نمونہ پیش
کرتے ہیں اور وہ یہ کہ

بایزید جیسا کہ مسئلہ ہے۔ مریضوں، عورتوں اور مسافروں پر نماز جمعہ فرض نہیں سمجھتا لیکن اگر ان میں سے
کوئی حاضر ہو جائے تو اس کی نماز جمعہ ہو جاتی ہے اور استدلال کے طور پر یہ آیت پیش کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن دَعَمْتُمْ آلَكُمْ أَوْ لِيَاءُ اللَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمْنُوا الْوَيْلَ لَكُمْ
صَادِقِينَ۔ قرآن میں ہے عیال وغیر البیان ص ۱۶۴

ترجمہ۔ اے یہود اگر تم گمان کرتے ہو کہ دوسرے لوگوں کے بغیر تم خدا کے دوست ہو تو تم موت چاہو اگر تم سچے ہو۔

اب غور کرو کہ مسافروں اور مریضوں کے نماز جمعہ ادا کرنے سے مذکورہ آیت کا کیا تعلق ہے۔ کیونکہ یہ آیت تو یہودیوں سے متعلق ہے۔ یہاں ایک بطنہ پیدا ہو گیا اور وہ یہ کہ بایزید نے بے چارے مسافروں اور مریضوں کو نماز جمعہ ادا کرنے کا یہ صلہ دیا کہ انہیں یہودیوں کے ساتھ ملا دیا۔ ولتعم ما قبل

بجہرم عشق توام می کشند غوغا تیسست
تو نیز بر لب بام آعجب تماشا تیسست

سات فرض والی حدیث قدسی | بایزید نے بے شمار جعلی احادیث قدسی بنائی ہیں۔ مگر ان میں وہ حدیث قدسی بہت عجیب و غریب ہے جو اس نے فارسی میں بنائی ہے۔ اور جس کے ذریعے اس نے اللہ کی طرف سے مسلمانوں پر سات نئے فرض میں سے چوتھے فرض کا ذکر کرتے ہیں۔ اور فارسی کی جگہ اردو ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ بایزید نے اللہ کی طرف سے لوگوں پر "فرض چہارم" یہ عائد کیا ہے۔

۶۵۔ پھر آخری شب میں بیدار ہو۔ اور وضو کرے اور میری عبادت میں بیٹھ جائے۔ اور منہ اپنے پیر کی طرف رکھے۔ اور اس کے تصور کو اپنے دل میں رکھے یہاں تک کہ صبح ہو جائے (صراط النوحہ ص ۸۳)

بایزید نے اس جعلی حدیث قدسی میں لوگوں پر یہ فرض کر دیا ہے کہ وہ آخر شب میں اٹھ کر وضو کرے اور نماز تہجد ادا کئے بغیر عبادت میں بیٹھ جائے۔ جب کہ وہ اپنا منہ بایزید کی طرف رکھے اور قبلے کی طرف رخ نہ کرے کیونکہ بایزید نے اپنے ایک گذشتہ الہام میں خدا کی طرف سے یہ واضح کیا تھا کہ وہ بحیثیت پیر تمام کعبے سے ہتر ہے۔ اور بایزید نے یہ بھی فرض کر دیا ہے کہ نہ صرف اس کی طرف رخ کرے بلکہ اس کے تصور کو بھی اپنے دل میں رکھے۔ لیکن اللہ کی طرف سے ان باتوں کو فرض قرار دینا اسلام کی بنیادیں ہلا دینے کے مترادف ہے۔

عربی اشعار پر حدیث نبویؐ کا اطلاق | یوں تو بایزید کے دعویٰ کی بنیاد جھوٹے الہامات، جھوٹی احادیث قدسی اور جعلی احادیث نبویؐ پر قائم ہے۔ لیکن اس نے اس سلسلے میں اتنی جسارت اور بیباکی سے کام لیا ہے کہ بعض عربی اشعار پر بھی اس نے احادیث نبویؐ کا اطلاق کیا ہے اور برطان کو احادیث نبویؐ کہا ہے۔ ہم اختصار کی خاطر عربی کے دو شعر پیش کرتے ہیں جن کو بایزید نے بڑی جسارت کے ساتھ احادیث نبویؐ کہا ہے جو درج ذیل ہے۔

۶۶۔ من لم یکن للوصال اهلا۔ فکل احسانہ ذنوباً۔ نبی علیہ السلام نے کہا ہے (صراط النوحہ ص ۱۰۵)

ترجمہ۔ جو شخص وصال کا اہل نہ ہو تو اس کی ساری نیکیاں گناہ ہیں۔

یہ شعر خیر البیان میں بھی دو تین بار ذکر کیا ہے اور ہر بار اسے حدیث نبویؐ کہا ہے۔ اس شعر کے دوسرے مصرعے کے الفاظ دراصل یہ ہیں۔ "فکل طاعاۃ ذنوب" لیکن ایک تو بایزید نے عربی لہجہ کے لحاظ سے اس میں غلطی کی اور دوسرے اس نے طاعاۃ کی جگہ احسانہ لکھا۔ یہ شعر مولانا ابوالکلام آزادؒ کے تذکرہ کے ص ۱۰۵ پر درج ہے۔ بہر حال بایزید اتنا دیر ہے کہ بے دھڑک عربی شعر کو بھی حدیث نبویؐ کہتا ہے۔

۶۷۔ وہی کل شبی لہ آیتہ تبدل علی اسہ واحد

ترجمہ۔ اور ہر چیز اللہ کی نشانی ہے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کر رہی ہے۔

یہ شعر حضرت ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں موجود ہے۔ دراصل یہ شعر ابوالغناہیہ شاعر کا ہے اور اس کے ساتھ

اس کے دو شعر اور بھی فقہ میں ہیں۔ اس کے علاوہ خیر البیان میں اور بھی بہت سے شعر ہیں جن پر بایزید نے احادیث نبوی

ہونے کی مہر لگائی ہے اسلامی تاریخ میں جتنے جعلی حدیثیں بنانے والے گذرے ہیں۔ وہ یہ کام بڑی احتیاط سے کرتے

تھے تاکہ کسی کو آسانی کے ساتھ ان کی جعلی حدیثوں کا پتہ نہ چل سکے۔ اگرچہ ہمارے محدثین کرام کی حق بین نگاہوں

سے وہ اوچھل نہ رہ سکیں۔ اور انہوں نے ان جعلی احادیث کی نشان دہی کرتے ہوئے انہیں امت کی آگاہی کے

لئے کتابی صورت میں شائع کیا۔ چنانچہ ملا علی قاری کی "موضوعات کبیر" اس سلسلے میں خاصی مشہور ہے۔ لیکن

بایزید ان "وہابیہ حدیث" میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ کہ اس نے ٹوٹی پھوٹی عربی میں حدیثیں تو بنا ہی

لیں۔ عربی شعروں کو بھی احادیث نبوی کہہ ڈالا۔ اور اسی طرح اس نے دو جرموں کا ارتکاب کیا۔ ایک جعلی

احادیث بنانے کا۔ اور دوسرا جرم یہ کہ اس نے شعر کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کیا جب

کہ آپیت کریمہ

وَمَا عَلَّمْنَاكَ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَكَ ط

نفس صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو آپ کو شعر سکھایا اور نہ شعر ان کے ثنایان شان ہے۔

اسلام میں ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی | بایزید نے اسلام میں ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی۔ اور مسلمانوں

میں ایک نیا "فرقہ روشنیہ" بنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اہل سنت والجماعت اور مسلمانوں کے سوا دِ اعظم سے

گیا۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں فرقہ بندی اور فرقہ ساری کے خلاف سخت وعیدیں آئی ہیں۔ اس کے لئے علم

عقائد کی مشہور کتاب تمہید ابی شاکر رسالہ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

أَمَّا التَّفَرُّقُ عَنِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَكُونُ بَدْعَةٍ وَضَلَالَةٍ وَيَكُونُ صَاحِبَتُهُ مِنْ أَهْلِ النَّاسِ (تمہید)

یعنی اہل سنت والجماعت سے علیحدگی اختیار کرنا بدعت اور گمراہی ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والا

دوڑخیوں میں سے ہے۔ تمہید نے یہ بھی بتایا ہے کہ اہل سنت والجماعت اور سوا دِ اعظم سے صحابہ کرام ان

کے تابعین۔ تبع تابعین اور وہ تمام لوگ مراد ہیں جو زمانہ نبوی سے لے کر آج تک جاوہ سنت پر مستقیم چلے

آ رہے ہیں اور وہ صحابہ کرام سے دین اخذ کرتے ہیں۔ (تمہید ص ۱۸)

بایزید کا عقیدہ تناسخ۔ سب سے پہلے تناسخ کی تعریف جاننا ضروری ہے۔ اہل تناسخ کہتے ہیں کہ روئے زمین پر

جتنے نباتات اور مختلف انواع و اقسام کے حیوانات پائے جاتے ہیں۔ یہ سب مختلف گناہوں کے نتیجے میں پیدا ہوتے

ہیں اور گناہ گاروں کے لئے قید خانے ہیں۔ اسی طرح دنیا میں جتنے انسان آباد ہیں ان سب کو ان کے پچھلے جنم کے کرموں کی وجہ سے جو عین دی گئی ہیں۔ اور انسان کو اپنی زندگی میں جو مصیبت، تکلیف، بیماری اور دکھ پہنچتا ہے یہ سب اس کے پچھلے گناہوں کی سزا ہے۔ عقیدہ ہنود کے مطابق یہ دنیا ابوں بریں تک قائم رہتی ہے۔ پھر بگڑتی ہے پھر بنتی ہے۔ تناسخ کو آواگون بھی کہتے ہیں۔ آریہ سماج کے عقیدہ کے مطابق تناسخ کے معنی ہیں گناہوں اور نیکیوں کے باعث بار بار مختلف قالبوں اور صورتوں میں جنم لینا آریہ سماج کے مطابق کوئی گناہ معاف نہیں ہو سکتا جس کی سزا کے لئے یہی دنیا ہے۔ سزا بھگتنے کے لئے گناہ گاروں کو مختلف جنمیں (صورتیں) دی جاتی ہیں۔ ہر گناہ کا۔ اور سو گناہ گار روح کا قید خانہ ہے اور گناہوں کے مطابق سزا اور جو عین بدستے کا یہ چکر چلتا رہے گا۔

تمہیدی شکر سالمی نے کہا ہے کہ تناسخ کی چور اسی اقسام ہیں۔ اس ضمن میں اس نے لکھا ہے کہ

قالوا بان الانسان تارة يكون حشيشا وتارة يكون بهيمة وسباعا وغيره (تمہیدی شکر سالمی ص ۲۱)

ترجمہ۔ اہل تناسخ کہتے ہیں کہ انسان کبھی بھنگ میں ظہور کر کے نباتات بن جاتا ہے۔

اب تناسخ کے مندرجہ بالا مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے بائزید کے الہامات ملاحظہ ہوں۔

۶۸۔ بائزید! پوچھنے کا عذاب وہ ہے کہ موت کے بعد اس کو قہر کا فرشتہ ہیبت کے ساتھ اس سے پوچھنے کے لئے بھیجوں گا۔ اس کی صورت اور اعضاء کو اس کی نظر میں جھٹاؤ جیسا وخت جیسا کردوں گا عبیان۔ انہی

امرہ اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون (غیر البیان ص ۲۶)

ترجمہ۔ اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہے اس کو ہو تو وہ اسی وقت ہو جائے۔

اس الہام میں بائزید نے صاف کہا ہے کہ موت کے بعد ہیبت جب اپنی صورت کو دیکھے گا تو اس کو اپنی صورت اختیار کرے گی۔ اور یہ تناسخ کی ایک قسم ہے جس کا بائزید صاف طور پر قائل ہے اور غضب یہ ہے کہ بائزید نے اپنے اس باطل عقیدے کی تائید میں مذکورہ آیت کرمیہ سے استدلال کیا ہے جس کا اس باطل عقیدے سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

۶۹۔ پھر اس کو سیکر فرمان سے آتشیں گرز مارے گا۔ پھر اس کو تحت الثریٰ مہیبت کو گونا گونا گونہ عذاب دیئے گا۔

نیک پہنچاؤں گا۔ پھر اس کو قبر تک لے آؤں گا۔ میں اس کو زندہ کروں گا۔ میرے فرمان پر اس کو یہی عذاب دیا جاتا رہے گا عبیان۔

قالوا و هم فيها يخضعون جزاء بما كانوا يسيئون (گفتند انہیں دوزخ منار عتق خواہند کرد و پا د آتش بسبب چیرے کہ بود ویر کہ عمل سے کردند قرآن میں ہے عبیان (غیر البیان))

اس الہام میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ گناہ گار مہیبت عذاب کے فرشتے کے آتشیں گرز مارنے سے تحت الثریٰ تک پہنچ جائے گا۔ اور یہ ان احادیث نبوی کے قطعی خلاف ہے جن میں عذاب قبر کی کیفیت بیان کی

گئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ بائزید کے مطابق تحت الثریٰ سے پھر قبر میں لایا جائے گا۔ اور احادیث نبوی میں میت کا یہ نفل مکانی اور آمد و رفت مذکور نہیں۔ تیسری بات یہ کہ الٹر بائزید کو کہتا ہے کہ جب میں میت کو تحت الثریٰ سے قبر میں لے آؤں گا تو اس کو زندہ کروں گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بائزید کم از کم دوبارہ قبر یعنی عالم برزخ میں میت کے زندہ ہونے کا قائل ہوا۔ ایک بار زندگی تو وہ حقیقی کہ قبر میں رکھنے کے بعد عذاب کا فرشتہ اس کے پاس پوچھنے کے لئے آیا اور اس سے پوچھنے کے بعد اس کو آتشیں گرز سے مارا اور تحت الثریٰ تک پہنچا دیا۔ اور جب اسے تحت الثریٰ سے قبر تک واپس لایا گیا تو اس کو دوسری بار زندگی عطا کی گئی۔ تیسری بات یہ کہ بائزید نے کہا کہ میت کو یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ جس کی حد اور نہایت اس نے نہیں بتائی۔ چوتھی بات یہ کہ اس نے اپنے اس الہام کی تابعدار میں جو آیت کریمہ پیش کی ہے وہ قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے متعلق ہے۔ اور بائزید نے اس کو عذاب قبر سے متعلق کر دیا۔ اور تناسخ کا مطلب جاننے والے جانتے ہیں کہ بائزید نے دوزخ کے عذاب کو دنیا کے عذاب سے متعلق کر کے اہل تناسخ کے عقائد باطلہ کا ساتھ دیا۔ الغرض بائزید کے مذکورہ الہامات اور ان کی جزئیات بائزید کے عقیدہ تناسخ پر صریحاً دلالت کر رہی ہیں۔

اب صراط التوحید کا حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

عالم حیات اور عالم ممات کی ۷۰۔ آہ صحرائے دیدی مانند زمین است و مانند آبادانی دنیا است و آں دو کوئی حد و پیمان نہیں ہے | قافلہ کہ دران دوشہر میدیدی۔ آہمانند عالم حیات است و مالتست کہ بعضے می آیند و بعضے می روند کہ حد و نہایت هیچ یکے را دیدہ نمی شود (صراط التوحید ص ۱۳)

ترجمہ۔ وہ صحرا جو تم نے دیکھا زمین کی مانند ہے۔ اور آبادی کی مانند دنیا ہے اور وہ دو قافلے کہ اس شہر میں تو دیکھتا تھا وہ عالم حیات اور عالم ممات کی مانند ہے کہ بعض آتے ہیں اور بعض جاتے ہیں اور ہر دو قافلوں کے آنے جانے کی کوئی حد اور نہایت نہیں ہے۔ (جاری ہے)

جوان امروز۔۔۔ از ص ۲۹

نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔

میں جانتا ہوں کہ تمہارا دل نور فکر و عمل سے روشن ہے اور منور!

تقدیر اہم بدل ڈالنا تمہاری سرشت ہے اور فطرت!

تو پھر اٹھو کہ انتظار کی اب کوئی گنجائش نہیں رہی۔ مشرق و مغرب میں تعمیر نو کے لئے ایک انقلابی دور کا

آغاز تمہارا منتظر ہے۔

جاگو اور بزم جہاں کو شمع فروزاں سے روشن کرو اور حسن اخلاق اور علم و عمل صالح سے اسے آراستہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو!

☆ غرق فرعون ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فرانس
☆ دارالعلوم کو مبارکباد جناب امتیازی سیکرٹری وزارت مذہبی امور
☆ تحسین اور دعائیں ڈاکٹر تنزیل الرحمن اور دیگر

افکار و اخبار

بنام مدیر الحق

فرعون کے غرق ہونے اور لاش کے بارہ میں دونوں قسم کے نقطہ نظر پر کافی روشنی پڑ چکی ہے اس موضوع پر فاضل گرامی مرتبت ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کا یہ مکتوب آخری سمجھا جائے۔ یہ بات قارئین کے ذہن میں رہنی چاہئے کہ افکار و اخبار کے تحت مراسلات سے ادارہ الحق کا اتفاق ضروری نہیں ملے اور تحقیقی گوشے اجاگر کرنے کے لئے بعض موضوعات اس کالم میں زیر بحث لائے جاتے ہیں (ادارہ)

غرق فرعون اور ڈاکٹر حمید اللہ فرانس کا ایک اور مکتوب | محترم و مکرم زاد فیضکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆ موقر مجلہ الحق کا شمارہ جمادی الآخرہ ۱۴۰۳ھ پہنچا۔ سراپا مضمون ہوں۔

فاضل محفوظ خان صاحب کو بھی ص ۹ پر اعتراف ہے کہ قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ سمندر نے فرعون کی لاش کو سٹل پر پھینکا ہو۔ اس مفہوم کی کوئی حدیث نبوی بھی نہیں ملتی۔ لاش کا کچ رہنا بھی معجزہ ہے چاہے سمندر واپس کھینکے یا آدمی ہی اسے نکالیں۔ نتیجہ واحد ہے جب قرآن و حدیث سے انکار نہیں اور بعض ہمارے آپ کے جیسے غیر معصوم آدمیوں کی رائے سے اختلاف کیا جائے (کہ اختلاف امتی رحمۃ) تو یہ کفر نہیں سمجھنا چاہئے۔

جو اقتباسات انہوں نے اپنے ہمارے لوگوں سے نقل کئے ہیں وہ سب کے سب اسرائیلات سے ماخوذ ہیں۔ کوئی بھی خدا یا رسول کے استناد سے نہیں۔ مولانا مودودی مرحوم زندہ ہوتے تو میں ان سے ان کا ماخذ پوچھتا۔ وہ حق پسند تھے اور واضح غلطیوں کو مان لیتے تھے۔ متعدد تجربوں میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ تفہیم القرآن ج ۴ ص ۱۱۶ میں ام المؤمنین حضرت سہیلہؓ کو یہودی خاندان سے بتایا ہے وہ بنی المصطلق یعنی خزاعہ کی ٹھیک غرب تھیں۔ میرے استفسار پر مرحوم نے وہ دیکھا تھا کہ آئینہ اڈیشن میں اصلاح کر دیں گے۔

قرآن میں تفصیل نہ ہو تو خلا کو پُر کرنے کے لئے ہمارے مفسر اکثر نو مسلم یہودیوں سے مدد لیتے رہے ہیں ان میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام بالسنتہ باب (۲۵) میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "کعب الاحبار نو مسلم یہودیوں میں سب سے سچے ہیں۔ (میں اصدق ہوں) اس کے باوجود (و ان کنا نقول علیہ الکذب)" تابد یگران چہ رسدہ اسرائیلیات سے حضرت ابن عباسؓ جیسے صحابی بھی استفادہ کریں تو اس کی حیثیت اسرائیلیات سے بڑھ نہیں جاتی۔

اسی جنوری نمبر میں جس سے محترم محفوظ خان صاحب نے استدراک فرمایا ہے، میرے اپنے عریضے کے عین مقابل کے صفحے پر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ایک پیاری مشورت و نصیحت چھپی ہے۔ کاش وہ بھی اس سے استفادہ فرمائیں جس طرح میں کر رہا ہوں۔ میں عرض کہ چکا ہوں کہ توریت کے عبرانی نسخے میں غرق فرعون کے مقام کو بحر القصب کا نام دیا گیا ہے (سمندر کے کھارے پانی میں قصب گھاس کہاں اگ سکتا ہے؟) اور لاطینی ترجمے کے وقت کیتھلک پادریوں نے تحریف کر کے بحر احمر لکھ دیا کہ یہ زیادہ دلکش معلوم ہوا۔ معجزہ دریائے نیل میں بھی ہو سکتا ہے، سمندر میں بھی۔ دریائے نیل کے ایک مشہور واقعے سے جو ابن کثیر، ابن عبدالحکم، ابن تغری بردی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ آپ کے ناظرین کو دلچسپی ہوگی۔

مصر کی فتح پر مقامی کسان حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر کے پاس آئے اور کہا کہ مصر کی زندگی دریائے نیل کی سالانہ طغیانی پر ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سالانہ ایک دو شہیزہ کو بھینٹ چڑھایا جائے۔ حضرت ابن العاصؓ نے روک دیا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس سال حبشہ میں بارش میں تعویق ہوئی اور مصری کسان ترک وطن کی تیاری کر کے تمام حجت کے لئے مکرر حضرت ابن العاصؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے خلیفہ حضرت عمرؓ کو خط لکھا۔ وہاں سے فوراً جواب آیا کہ ممانعت بالکل ٹھیک ہے۔ ایک خط مغوف ہے وہ مرسل الیہ یعنی دریائے نیل کو بھیج دو۔ اس خط میں لکھا تھا۔ اے نیل، اگر تو اپنی مرضی سے سیلاب لاتا ہے تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں، مٹ لا۔ لیکن اگر یہ تجھ میں اللہ لاتا ہے تو ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تجھ میں سیلاب لائے۔ یہ خط گورنر نے دریا میں ڈال دیا۔ صبح ہوئے تک دریائے نیل اپنی سطح سے سولہ ہفتہ بلند ہو گیا۔

اگر یہی بات فرعون کے زمانے میں بھی خدا نے کسی اور غرض کے لئے کی ہو اور دریائے نیل کی موجیں کا بطور اعظیم ہو گئی ہوں (یا ایک اور آیت میں فی موج کا بحال ہوں جو سمندر نہیں تنور سے نکلے ہوئے پانی کے متعلق ہے) تو حیرت کی کیا بات ہے؟ معجزہ سے کئے سمندر کا لزوم نہیں۔

فرعون کی لاش پر نمک کا پایا جانا ایک داستان پارینہ ہے اس بارے میں نو مسلم ڈاکٹر مورلیس بوکامی نے جسے رئیس مصر سادات نے فرعون کی لاش کی علمی تدقیق پر مامور کیا تھا لکھا ہے کہ "پرانے فرنگی نباشیں جنہوں نے فرعون کی لاش ڈھونڈ نکالی تھی طیب نہ تھے اور جانتے نہ تھے کہ مصر میں لاشوں کو کس طرح مومیائی کی جاتی تھی۔ ہم اب یہ جانتے ہیں کہ لاش پر کا نمک سمندری پانی سے نہیں مومیائی کی عملیات میں مستعمل دواؤں کے باعث ہے۔"

حام فرعون یا جبل فرعون مقامی افسانوں سے تعلق رکھتا ہے جس کی کوئی علمی اساس نہیں، اسی مصر میں اب تک ایک بلخ بتایا جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ پر حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے وقت جس درخت سے کھجوریں گری تھیں وہ اسی باغ کا درخت تھا۔ اور سب جانتے ہیں کہ یہ معجزہ فلسطین میں پیش آیا تھا مصر میں نہیں۔

خدا فرعون کی لاش کی نجات سے عبرت دلاتا ہے۔ خدا مسبب الاسباب ہے۔ خدا خود نہیں آتا کہ اپنے ہاتھ سے

لاش کو دریا میں سے باہر نکالے بلکہ ہر چیز کے لئے اسباب پیدا کرتا ہے کبھی فرشتوں سے تو کبھی انسانوں سے۔ مگر کام کراتی ہے خدا ہی کی مشیت۔

میں نے کبھی کہیں نہیں لکھا کہ فرعون کے ساتھ "ایک لاکھ سے زائد فوج" غرق ہوئی کہ لاش کو پہچاننے میں غوطہ خوروں کو دشواری ہو۔ فرعون کے شاید فوجی رختہ سے پانی میں گرتے ہی ہمراہی پانی میں کود پڑتے ہیں۔ مقام اور شاہی لباس سے نشانہ ہی میں کیا دشواری ہو؟

علمی معاملات میں لکیر کی فقیری کام نہیں دیتی۔ اللہ کا فرمان ہے کہ قل رب زدنی علما۔ موجودہ بحث میں مثلاً مصر کا اٹلاس دیکھیں۔ بنی اسرائیل کا مسکن جو بوقت خروج تھا اور دہانہ نیل (ڈلٹا) میں تھا، وہ کہاں تھا۔ دہانہ نیل میں دریا کی جو پندرہ بیس شاخیں ہیں ان کو عبور کرنا اور فرعونستان سے نجات پانے کے لئے جانا ہے تو صحرائے تیبہ میں کس طرح جانا ممکن ہے؟ دہانہ نیل سے بحر احمر کتنی مسافت پر ہے؟ فرعون یقیناً خروج کے وقت ڈلٹا میں نہ تھا بلکہ ممفیس کے جنوبی پایہ تخت میں تھا۔ ورنہ خروج کی جرات نہ کی جاتی۔ فرعون اور اس کی فوج کے تعاقب سے بچنے کے لئے دہانے سے راستہ سینا کو جلد سے جلد جانا چاہئے تھا یا کھلے میدان میں اگر فرعون کی فوج کا آسمان شکار بننا قرین مصلحت تھا؟ وغیرہ وغیرہ خدا سے دعا ہے کہ ہم سب کو وفقتنا لما نحب وترضاه۔ الحق یلوا ولا یعلیٰ علیہ

فقیر حقیر محمد حمید اللہ
فرانس ۱۱ جب ۱۹۰۳ھ

محترم جناب مولانا یسوع الحق صاحب
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ خبر پڑھ کر بہت مسرت حاصل ہوئی کہ آپ کے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ایک قاری جناب حافظ محمد سلیمان صاحب نے سعودی عرب میں منعقدہ مقابلہ تجوید و قرأت میں سب سے نمایاں حیثیت حاصل کی اور ۵۵ ہزار ریال کا گران قدر انعام حاصل کیا۔ میری جانب سے اس کامیابی پر مبارکباد قبول فرمائیے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ کا ادارہ آئندہ بھی اپنی درخشاں روایت کو قائم رکھے گا۔ اور علوم اسلامی کے تمام شعبوں میں ترقی کے مراحل طے کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ادارے کو آئندہ بھی ایسی کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ مع السلام

خیر انارلش

عرفان احمد امتیازی - رامپتی

بیکرٹری - وزارت مذہبی امور اسلام آباد

☆ مجلس شوریٰ کی تقاریر | مکرّمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ | آج ماہنامہ الحق کا شمارہ فروری ۱۹۸۳ء ملا۔ آپ کا ادارہ اور مجلس شوریٰ میں آپ کی دو تقاریر نظر سے گذریں۔ دل سے دعا تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین کی خدمت کے مزید مواقع عطا فرمائے۔ والسلام مع الاکرام | آپ کا مخلص تنزیل الرحمن (نظریاتی کونسل پاکستان) ☆ مولانا عبدالحلیم صاحب کے انتقال کا رنج باقی تھا کہ مولانا مصطفیٰ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر الحق کے تازہ نمبر سے ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات مرحومین کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ اور سب حضرات اہل مدرسہ کو صبر جمیل و نعم البدل عطا فرمائے۔ یہ مدرسہ ہی کا نہیں بلکہ قومی نقصان ہے۔ الحق موصول ہو گیا۔ ادارہ بھی بہت اچھا ہے مگر مجلس شوریٰ میں آپ کی تقریر پڑھ کر بہت ہی خوشی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائیں۔ آمین | مولانا محمد اسحاق سنیلوی کراچی

مجلس شوریٰ اور ادائیگی فرض | عشر اور قاضی کورٹس آرڈری نس پر تقریر پڑھی ہیں۔ الحمد للہ آپ نے علماء کی نائندگی کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اکابرین کے صدقے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اگرچہ وقتی کمی کا بہانہ بنا کر تقاریر کو مختصر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بہر حال آپ تے تھوڑے وقت میں کام کی بات کہہ دی ہے۔

محمد عارف ایڈووکیٹ گوجرانوالہ

☆ مجلس شوریٰ میں جس جرأت اور بے باکی سے آپ اعلیٰ کلمۃ الحق کا حق ادا کر رہے ہیں حق یہ ہے کہ آپ کی کماحقہ تحسین کا حق الفاظ میں ادا نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا راحت گل۔ مرکز علوم اسلامیہ۔ راحت آباد

عشری اراضی کی پیداوار میں تفاوت | شوریٰ میں عشر پر آپ کی تقریر پڑھی۔ بارانی زمین پر عشر فیصد ہے اور نہری زمین ۲۰ فیصد نہری زمین پر بارانی زمین سے یافت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن بارانی زمین میں بھی علاقہ کے لحاظ سے بہت فرق ہے۔ ایبٹ آباد کی بارانی زمین اور نفل کاریگ زار ایبٹ آباد کی زمین نہری کا مقابلہ کرتی ہے۔ لیکن نفل کی اراضی موسم کی سختی سے فصلات تباہ ہو جاتی ہیں۔ اور خرچ کے مقابلہ میں بچت بہت قلیل ہے۔ تین سال سے چنا کی فصل تباہ ہو رہی ہے۔ مگر اس سال کچھ بہتر فصل کی امید ہے۔ لیکن تین سال کی تنگ دستی و اخراجات اور اس پر اب ۱۰ فیصد عشر مشکل سابقہ سالوں کا خرچ ہی نکلے گا۔

نہری زمین کے لوگ خوشحال اور اس پر ٹیکس کم۔ نفل کی اراضی کے لوگ تنگ دست۔ ٹیکس زیادہ اس پر بھی عجز ہونا چاہیے۔ (محمد اسلم خان ناظم دارالاسلام ٹرسٹ جوہر آباد ضلع خوشناب)

نفاذ عشر اور شیعہ | عشر وغیرہ کا نظام رائج کر کے یہ آزادی دے دینا کہ کوئی شیعہ ہو تو وہ درخواست دے کر عشر سے بری ہو سکتا ہے۔ ملک میں ارتداد کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ بڑے شہروں میں شاید اس کی قیاحت زیادہ نمایاں نہ ہو مگر قصبات اور دیہات جن کی معیشت زراعت پر ہے وہاں لاکھوں اہلسنت نے اپنے کمزور ایمان کی بنا پر اپنے آپ کو شیعہ ثابت کر دیا ہے۔ اکثر گھروں میں کالے جھنڈے لگ رہے ہیں جھنگ

ملتان۔ ٹوبہ۔ سرگودھا وغیرہ ہیں لاکھوں افراد مذہب حق کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ملک میں متحدہ طور پر اگر علماء پھر پورے تحریک نہ چلائیں تو اس کی تلافی تو کیا چند سال میں شیعیت گود میں نظر آئے گا (خدا نہ کرے) محمد سلیمان شوروٹ
ملا جیون کا مزار | مولانا ابوالعباس نے "ملا احمد جیون" کے ضمن الحق میں لکھا ہے۔ کہ ان کا انتقال ۱۱۳۰ھ

۱۶۱۸ء میں دہلی کی جامع مسجد میں زانو پے میں ہوا۔ لیکن ان کی لاش کو بعد میں نکال کر ان کے آبائی شہر میں دفن کرنے لے گئے۔
 مگر حال یہ ہے کہ دو سال قبل دارالعلوم دیوبند کا صدر سالہ جشن کے موقع پر ہم جلسہ سے فارغ ہو کر دہلی گئے۔ وہاں
 یعنی دہلی میں ایک خانقاہ ہے جو خواجہ باقی باللہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس خانقاہ کے باہر چند قدم پر ایک مزار تھا
 جس پر یہ کتبہ تھا (ملا جیون۔ استاد عالمگیر) تو یہ زیارت دہلی میں ہے نہ کہ امیٹھی میں تو اربع لکھنؤ۔ (ایک قاری)

روس کی ثقافتی طائفہ | سن کرتے تھے کہ مولانا سمیع الحق صاحب کو بھی سودا ہو گیا ہے۔ لیکن جنوری کا
 ماہنامہ الحق، "بنظر غائر پڑھا تو ادارہ واشنگٹن الفاظ میں اس دعوے کے بطلان کا اعلان کر رہا تھا۔ روسی ثقافتی ٹولے
 کی آمد ہمارے پاکستانی مسلمان بھائیوں کی غیرت کے لئے چیلنج ہے۔ اگر روس افغانستان میں "سرخ انقلاب" کا علمبردار
 بن کر ہم مسلمانوں کی غیرت ایمانی سے برسرِ پیکار ہو کر بچوں کو یتیم عورتوں کو بیوہ اور معمر روں کو ویران بناتا ہے تو ہم
 اس کے لئے واویلہ کرتے ہیں۔ وذا خارجہ کی کانفرنس منعقد کرتے ہیں اور اس کو ناقابلِ برداشت سمجھتے ہیں۔ لیکن یہی
 روسی سر و جنگ لڑنے والی ثقافتی ٹولے کی صورت میں اگر ہمارے ملک کا اخلاقی دیوالیہ نکالنے کے درپے ہو تو
 ہمارا دانشور طبقہ کیوں خاموش ہو جاتا ہے؟ فلموں کی سیاہی کیوں خشک ہو جاتی ہے؟

ہمارے ارباب اقتدار کو اس قسم کے ثقافتی ٹولوں کی آمد پر خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ سوچنا چاہئے کہ اس قسم کے
 ناکردنی افعال کہیں رو بہ زوال نہ ہو جائیں۔ (مولانا احمد سعید شاہ) شاہ حسن خیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔
 محنتی و مگر بنده جناب مولانا سمیع الحق صاحب

روس کی ثقافتی طائفہ کے متعلق آپ کے خیالات پڑھ کر نہایت ہی روحانی سرور حاصل ہوا۔ اور اللہ عزوجل
 کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا کہ تو نے اپنے خاص بندوں کو بے لاگ تبصرہ کرنے کی توفیق فرما کر صحیح معنوں میں جہاد
 بالقلم کا اعزاز عطا فرمایا جس کے لئے آپ لائقِ صدمبارک باد ہیں۔

اس مضمون میں جو کہ نہایت مختصر ہے آپ نے موجودہ بے راہ روی کا اور اربابِ حل و عقد کی غفلت اور
 لاپرواہی کا نقشہ کھینچا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ (خلیل الرحمن قادری راولپنڈی)

میاں مراد گل کا کاخیل کی وفات | دارالعلوم حقایقہ کے ایک نہایت مخلص بزرگ رکن تاسیسی جناب الحاج میاں
 مراد گل کا کاخیل ۲۰ مئی کو انتقال فرما گئے۔ نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ان کے گاؤں زیارت
 کا صاحب میں پڑھایا وہیں تدفین ہوئی۔ اس سنا کہ میں پورا دارالعلوم شریک غم ہے۔ مرحوم کے رفیع درجات
 کے لئے دعا کی اپیل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

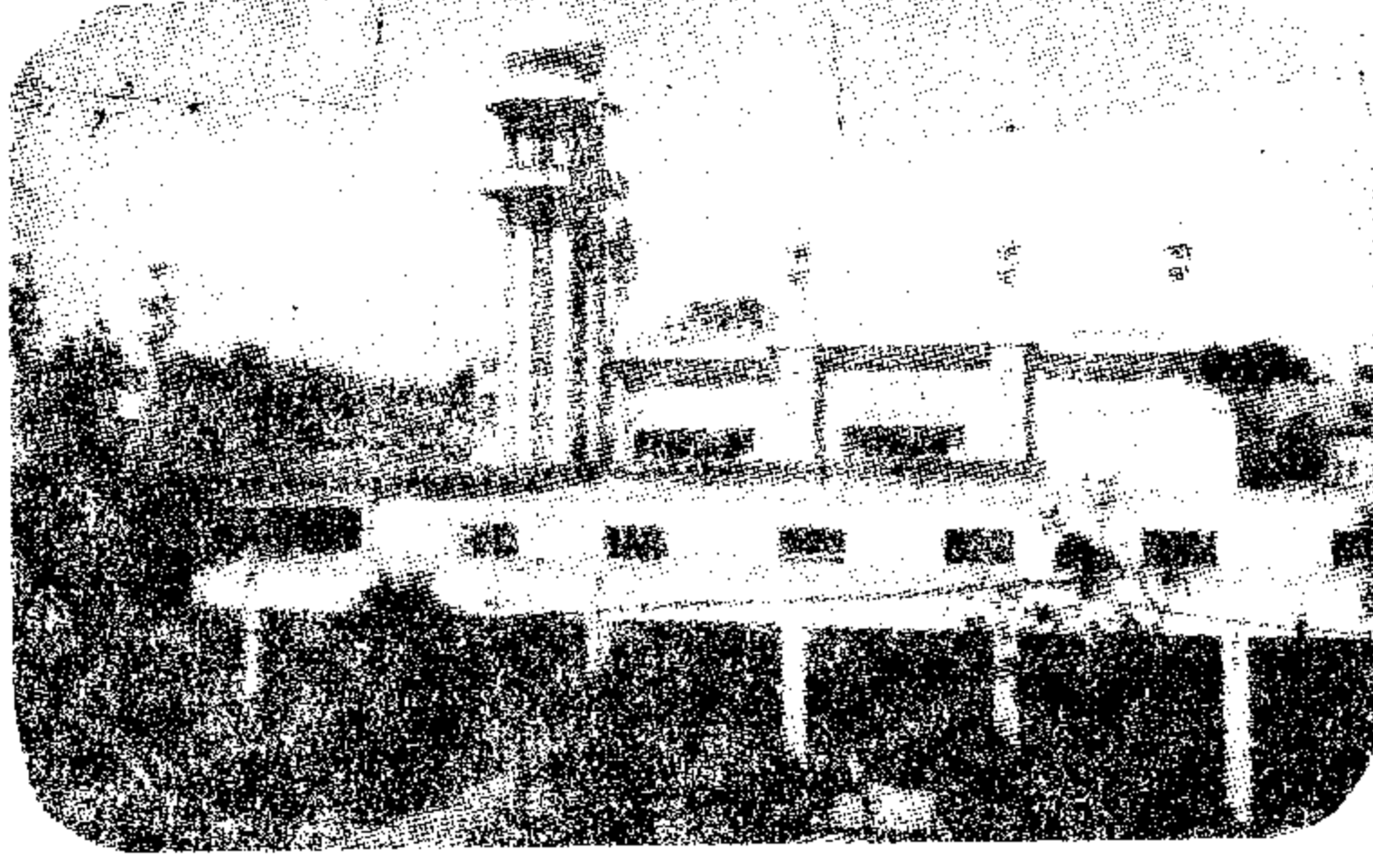
بلند ہمت جوانوں کی پسند آج بالادینم اور صدف شرینگ

مضبوط و دیرپا آج بالادینم اینڈ ویرڈیم
خوشنما رنگوں میں لیجئے۔
صدف شرینگ بہت سے پکے رنگوں میں
دستیاب ہے۔
زندہ دل جوانوں کا ذوق زیبائش
آج جگہ دم سے رونق اور چہل پہل ہے۔



Asiatic

ضبط : مولانا عبدالقیوم حقانی



جہاد افغانستان

اور

دارالعلوم حقانیہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید الحقی مدظلہ اور زعماء جہاد کی

بعض مجالس کی جھلکیاں

مولانا جلال الدین حقانی (حضرت شیخ سے) ہم آپ کے سامنے آپ کے ہاتھ پر آپ کو گواہ بنا کر اللہ رب العزت سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تاجینِ حیات جو کام (جہاد) آپ نے ہمارے سپرد کیا ہے، جاری رکھیں گے۔ افغانستان آزاد ہو جائے تو سمرقند و بخارا تک ہم روس کا نعائب کریں گے

حضرت ایشیخ | خدا کرے یہ مقصد جلد حاصل ہو۔ ہم آپ لوگوں کے مضبوط عزائم اور بے مثال جرات و بہادری پر زبردست تحسین اور دل سے دعا کرتے ہیں۔

الحمد للہ الحمد للہ۔ جس غرض کے لئے دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے جہاد افغانستان کی صورت میں زندگی میں اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ لیا۔

افغانستان کا حالیہ جہاد اور اس کے مستقبل کے بہترین نتائج بھی ہمارے مشائخِ استاذہ اور دیوبند کے اکابرین کی محنت و خلوص کا صدقہ ہے۔

مولانا جلال الدین حقانی | اس سے قبل افغانستان میں جہاد نام کی کوئی چیز متعارف نہیں تھی۔ ہمارے دارالعلوم حقانیہ کے فضلا نے یہاں سے جا کر جب وہاں کی کمیونسٹ حکومت اور اس کے کفریہ نظام پر تنقید کی تو وہاں کے عوام بلکہ خواص اور علمائے کبار ہمارے مخالف ہو گئے۔ ہمیں دہائی اور حقانی نام کے فرقوں سے مشہور کیا۔ مگر جب سردار داؤد اور تترکتی کے دورِ حکومت میں وہاں کے بوڑھے علماء اور مشائخ کو گرفتار کیا گیا تو ہم نے حکومت کی مذمت کی۔ اور ان کی آزادی کی تحریک چلائی۔ تب وہاں کے علماء نے ہمارا سامنا نہ دیا۔ ورنہ اس سے قبل ہم حقانی نام کے ایک مستقل فتنہ اور بے دین فرقہ کی حیثیت سے بدنام کئے جا چکے تھے۔ پھر ہم تدریجاً آگے بڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ اب ہم اس میدان میں آہنچے ہیں جس میدان کے نقشے آپ نے بخاری کتاب المغازی میں ہمیں پڑھائے

تھے۔ گو ہمارے بہت سے رفقاء اور دارالعلوم حقانیہ کے کئی فضلاء شہید ہو چکے ہیں۔ مگر ہمارے حوصلے پہلے سے بلند اور عزائم سخت ہیں۔ ہمیں اپنے کام میں اطمینان ہے۔ ہم نے اوائل میں کمیونسٹوں کا مقابلہ کیا۔ حکومت نے ان کی پشت پناہی کی۔ ہماری کتابیں اور سارا دینی لٹریچر ضبط کر لیا، مدرسے بند کر دیے اور ہماری آواز کو ہر ممکن طریقہ سے دبانا چاہا۔ مگر الحمد للہ کہ حکومت کے شدید ترین دباؤ کے باوجود بھی ہمارا وٹھل سخت سے سخت تر ہوتا گیا۔ اور اب جو نقشہ اور صورت حال ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

حضرت الشیخ [حجی ماں جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ اللہ کی امداد اور اس کی غیبی نصرتوں سے فتح مند رہتے ہیں۔
الان حزب اللہ ہم الغالبون۔ الایۃ وان

اب تو میری بھی یہی تسارہ گئی ہے کہ صدفِ اول میں کھڑا ہو کر آپ کے شانہ بشانہ دشمن سے لڑتا۔
اے کاش! اس قابل ہوتا اور کم از کم اس قدر موقعہ دیا جاتا کہ میدانِ جہاد میں آپ کو پانی کا ایک گلاس تو پیدہا سکتا۔
مولانا جلال الدین حقانی [حضرت! یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے ہمارا یقین ہے کہ آپ اس میں برابر کے شریک ہیں۔۔۔
حضرت الشیخ [ہمارے دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا دبندر صاحب حقانی کا کیا حال ہے؟ ان سے بھی رابطہ رہتا ہے؟

مولانا جلال الدین حقانی [وہ اپنے مرکز میں ہیں ان کے لوگ جہاد کے عادی نہیں ہیں۔ مگر خود مولانا دبندر صاحب بڑے مجاہد اور جہاد کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ہم ان کے محاذ پر ان کے ساتھ بھی امداد کرتے رہتے ہیں۔
حضرت الشیخ [مولانا گل منیر صاحب کا کیا حال ہے کچھ عرصہ سے ان کی کوئی خبر نہیں آ رہی۔
مولانا جلال الدین حقانی [مولانا گل منیر صاحب بھی اپنے محاذ پر مصروف جہاد ہیں۔ ان کا جذبہ جہاد و حیرت انگیز اور ان کی جرات قابلِ شکر ہے۔ حال ہی میں ان کے ایک داماد (جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہیں) جنگ کے دوران زخمی ہو گئے ہیں۔

مولانا گل منیر صاحب کے تین بیٹے حقانیہ کے فاضل ہیں اور تینوں اس وقت روسی دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ ان کا چھوٹا بیٹا، اب آپ کے ہاں دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہے۔
مولانا گل منیر صاحب کو محاذِ جنگ پر رفقاء بھی اچھے اور کام کے ملے ہیں۔ ان کے ساتھی ان کا بڑا احترام اور اطاعت کرتے ہیں۔

حضرت الشیخ [ہمارے وزیرستان کے حقانی فضلاء۔۔۔۔۔

مولانا جلال الدین حقانی [حجی ماں! وزیرستان کے حقانی فضلاء بھی ہمارا خوب تعاون کر رہے ہیں اسلحہ اور مالی امداد کے علاوہ افرادی اور جانی امداد بھی کرتے ہیں۔ میدانِ جنگ میں مجاہدین کے ساتھ شریک رہتے ہیں۔ حال ہی میں

میں مولانا قاری لعل محمد صاحب وزیرستانی (جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل، زمانہ طالب علمی میں حضرت اقدس کی مسجد کے امام اور حضرت کے خاص خادم تھے) بھی مختلف محاذوں پر مجاہدین کے ساتھ شریک رہے اور جنگ لڑی۔

حضرت الشیخ مولانا قاری لعل محمد صاحب حقانی اور دوسرے فضلاء حقانیہ جب بھی ملنے آتے ہیں تو میں جہاد کے موضوع اور اس کی ترغیب و تشویق پر بھی ان سے کچھ نہ کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ اس سے قبل جب آپ سے ملاقات ہوئی تھی، اب کی ملاقات اس سے مختلف معلوم ہوتی ہے۔ اب پہلے کی نسبت آپ کے عزائم بلند، چہروں پر بشاشت، اطمینان اور نور ایمان نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

غزوہ احزاب میں جیسے رب قدیر کی غیبی نصرت سے ایک تیر ہوا سے دشمن برباد ہو گئے تھے۔ مجھے یقین ہے انشاء اللہ یہاں بھی باری تعالیٰ مجاہدین کے احزاب کی ایسی ہی امداد فرمادیں گے۔ اور ہر وقت یہی دعا کرتا رہتا ہوں۔
مولانا جلال الدین حقانی اچھی ہاں! آپ کی دعاؤں کا صدقہ، ایسی غیبی نصرتوں اور اللہ کی امداد کا مشاہدہ ہر وقت اور ہر ایک کو ہوتا رہتا ہے۔ کئی بار روسی دشمنوں نے طیاروں کے ذریعہ چھوٹے بم، پتنگوں، کنکریوں اور سبز پتوں کی شکل کے اور کبھی مٹی کے چھوٹے ڈھیلوں کی شکل کے برسائے۔ رات کو بادل آئے، بارش ہوئی اور ڈالہ باری بھی، ڈالہ باری سے وہ بم از خود پھٹنے لگے۔ مجاہدین نے بمباری کی آواز سن کر مورچے سنبھال لئے مگر دشمن کہیں نظر نہ آتا تھا صبح جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دشمن نے جو ہرنگ زمین بم برسائے تھے ڈالہ باری سے وہی بم پھٹے ہیں اور رات کو انہی کے پھٹنے کی آواز، دشمن کی بمباری معلوم ہوتی تھی۔

حضرت الشیخ اچھی ہاں! یہ خدا کی قدرت کے مظاہرے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ غزوہ حنین میں جب کثرت سے چیونٹیاں آئیں تو صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت ہے کہ ملائکہ چیونٹیوں کی صورت میں نازل ہوئے ہیں۔

مولانا جلال الدین حقانی افغان مجاہدین کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کی غیبی نصرتوں کا مشاہدہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ ہر ایک کو یقین ہونے لگا ہے کہ واقعہ یہ غیبی نصرت اور خدائی امداد ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی روسی دشمن کے طیارے مجاہدین پر بم باری کرنے آتے ہیں تو ان طیاروں کو پرندوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوتا ہے۔ تو ایسا طیارہ جس کے ساتھ پرندوں کی جھرمٹیں ہوتی ہیں جب بھی بمباری کرتا ہے تو اس کی بمباری سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا اب مجاہدین جب بھی کسی حملہ آور طیارے کے ساتھ پرندے دیکھ لیتے ہیں تو اپنی محافظت اور دفاع سے مطمئن رہتے ہیں حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے بچے کہتے ہیں کہ ایسے طیارے کے حملے سے بچاؤ کا انتہام کرنا بزدلی کا مظاہرہ ہے۔
تعب تو اس بات پر ہے کہ پرندے جو جہاز کی گڑا گڑا ہرط سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں مگر یہاں وہ بم بار طیاروں سے پیڑھے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ میدان جنگ میں جسمانی طور پر مجاہدین کو جو تکالیف پہنچتی ہیں۔ مثلاً ہاتھ کٹتے

ہیں پاؤں ٹوٹتے ہیں کاری زخم لگتے اور چوٹیں آتی ہیں مگر احساس درد جیسا کہ تکلیف کی مناسبت سے ہونا چاہئے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور اگر نہ ہوتا بھی ہے تو بہت کم۔ جب کہ بغیر جہاد کے ایک کانٹا بھی چھب جائے تو اس کی چھین کا سہنا مشکل ہوتا ہے۔ مگر جہاد کے مجروحین کو ہندوؤں کی گولی اور بڑے کاری زخموں سے ایسی تکلیف نہیں پہنچتی جو قابل برداشت نہ ہو۔ دوسری جانب جب دشمن کے زخمی فوجی ہمارے ہاتھوں لگتے ہیں تو انہیں دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ وہ معمولی زخموں سے کراہتے اور چلاتے ہیں۔ حضرت! بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ اب تو مجاہدین کو دشمن کی گولی، لٹنہ کا ایک ٹیکہ محسوس ہوتی ہے اور یہ سب آپ کی دعاؤں کی برکات اور دارالعلوم حقانیہ کی کرمات ہیں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے طویل دعا فرمائی۔ عجب سال تقاسب کے ساتھ خدا کے سامنے اور آنکھیں اشک بار تھیں۔ سب پر یقین و ایمان کی عجیب کیفیت طاری تھی معلوم ہوتا تھا کہ خداوند ذوالجلال کی جنتیں نازل ہو رہی ہیں سب چاہتے تھے کہ ابھی جھولیوں بھر بھر کر لوٹ لیں۔ شاید پھر ایسا موقع ملے گا بھی یا نہیں۔ رخصت کرتے وقت حضرت اقدس نے ایک ایک کو گلے لگایا۔ حضرت کا اصرار تھا کہ ان کے ساتھ مشایعت کریں۔ مگر مجاہدین پر حضرت کی یہ تکلیف شاق تھی اس لئے بہ منت حضرت اقدس سے یہیں سے اجازت لی۔

مجاہدین کی ایک تازہ کامیابی | دارالعلوم حقانیہ ایک بہادر اور قابل فخر فرزند جناب مولانا فتح اللہ افغانستانی حقانی فاضل حقانیہ کی امارت میں (جن کا تعلق حزب اسلامی کے یونس خالص اور جلال الدین حقانی گروپ سے ہے) کی کمانڈ میں مجاہدین نے مرکز ٹبری تھانہ پر کامیاب حملہ کیا اور طویل معاصرے کے بعد قلعہ فتح ہوا۔ مجاہدین کو اس حملہ میں جنگی ساز و سامان کی ایک بڑی تعداد ملی۔ تقریباً دشمن کے ایک سو ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ اور دشمن کے ایک سو افسر ایک سو ستاسی فوجی اور ایک سو چار بلیشیا سپاہی ہلاک اور ایک سو اٹھاسی افراد زخمی ہوئے۔ مجاہدین میں سے سولہ افراد شہید اور پینتیس زخمی ہوئے۔ (رپورٹ مصدقہ مولانا جلال الدین حقانی امیر جہاد)

اعلیٰ قسم کے پُرانے باس مٹی چاول

کی خریداری کے لئے اپنے
نزدیک ترین یوٹیلیٹی سٹور پر تشریف لائیں

PID (1).

ORIENT ISLAMABAD.

انسٹریوٹ۔ الدکتور عبداللہ عزام (عربی)

ترجمہ:- حافظ محمد ابراہیم فانی

جہاد افغانستان کے ممتاز رہنما

مولانا جلال الدین حقانی

عربی مجلہ الاصلاح سے انسٹریوٹ

جہاد افغانستان میں برسرِ پیکار حزب اسلامی (مولانا یونس خالص گروپ) کے سرکردہ رہنما مجاہد جلیل مولانا جلال الدین حقانی عرصہ سے سرخ سامراج کے غلات برسرِ پیکار ہیں موصوف دارالعلوم حقانیہ کے قابلِ فخر فرزند اور کچھ عرصہ مدرس بھی رہے ہیں۔ ان کا یہ انسٹریوٹ متحدہ عرب امارات کے ہفتہ وار مجلہ الاصلاح میں شائع ہوا ہے جو کہ آپ سے عالم عرب کے دکتور عبداللہ عزام نے لیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ ادارہ

معمر جہاد میں مصروف کار اصحابِ عزیمت میں سے جن کی پیشانیوں پر جہاد سے چمکدار جن کی آواز میں طیاروں اور بموں کے دھماکوں میں غائب اور جن کی شخصیتیں سامانِ حرب میں محفّی ہیں میں سے ایک مجاہد جلال الدین حقانی ہیں۔ یہ عالم مجاہدین افغانستان کے مشاہیر میں سے ہیں۔ ایسی شخصیت آپ کو بہت ہی کم نظر آئے گی۔ جنہوں نے اپنی زندگی اور جان و مال جہاد کے لئے وقف کی ہو۔ عرصہ آٹھ سال سے پہاڑوں اور صحرا و جنگلات میں مسلّح زندگی گزار رہا ہے۔ آپ کی سنجیدگی پر وقار خاموشی، حسنِ سیرت، عزّتی پر قدرت اور نماز کے بعد طویل دعا و عاجز می انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ لمبی داڑھی نمود و تشہیر اور مناصب و نیویہ سے کنارہ کش گویا سلفِ صالحین کا جیتا جاگتا نمونہ آپ کے سامنے ہے۔

آپ کا نام نامی جلال الدین حقانی۔ چلے پیدائش جدران صوبہ پکتیا اور عمر بیالیس سال ہے۔

تعلیم کا آغاز دس سال میں نے افغانستان کے مختلف دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد پاکستان آیا۔ اور مدرسہ

دارالعلوم حقایقہ (اکوڑہ خٹک) میں چار سال گزارے۔ تکمیل تحصیل علم کے بعد اسی دارالعلوم میں بعبودہ تدریس مقرر ہوا۔ ایک سال گزارنے کے بعد میں افغانستان چلا گیا۔ اور وہاں مدرسہ دینیہ میں تین سال تک مدرس رہا۔

باقاعدہ جہاد کا آغاز | سردار محمد داؤد کے انقلاب ۱۹۷۲ء میں

آپ کی تاریخ جہاد کی جھلکیاں | سردار داؤد کے سرخ انقلاب کے بعد ہم نے روسیوں کی ایک جماعت پر تہ بول دیا جن میں سے تیرہ افراد قتل ہوئے۔ جب اس واقعہ کی خبر حکومت تک پہنچی تو پولیس نے میرے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ہم بارہ افراد پہاڑ میں جا چھپے۔ یہاں تک کہ میرے اور شاگرد بھی جن کی تعداد ۷۰ تھی ہمارے ساتھ قتل گئے۔ ڈیڑھ ماہ بعد ہمارے تعاقب میں حکومت کا مسلح دستہ آ پہنچا۔ ہمارے اور ان کے درمیان تین دن تک مسلسل لڑائی کے بعد وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ لیکن انہوں نے ہماری رسد و خوراک کے راستے مسدود کر دیے۔ داؤد حکومت کے ملازمین اکثر کمیونسٹ تھے۔ جس کے باعث مسلمانوں اور ان کے درمیان ہمیشہ حق تعالیٰ کی رحمت رہتی۔ مگر مسلمان ہمیشہ غالب رہے۔ لیکن حکومت کمیونسٹوں کی حمایت کرتی رہی۔

ہجرت پاکستان | پھر ہم دیگر زعماء جہاد کی طرح ہجرت پاکستان پر مجبور ہو گئے۔ داؤدی دور حکومت میں ہم خفیہ سرحدات پار کر کے افغانستان گھس جاتے۔ اور تین تین چار چار ماہ تک لوگوں کو اسلام کی طرف رغبت اور کمیونزم سے نفرت کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے۔ ہمارے پاس کچھ یوم اور تقوڑا بہت اسلحہ بھی تھا۔ اس دوران ہمارے کئی معرکے کمیونسٹوں سے ہوئے جس میں دو کمیونسٹ لیڈر دین محمد مہمند زک صوبہ پکتیا اور برکی برک قتل کر دیے گئے لیکن ہمیں بھی مہمایت دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑا۔

مئی ۱۹۷۸ء اور انقلاب ترکمنی | پیشاور میں مجاہدین کا ایک اجتماع ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ افغانستان میں داخل ہو کر جہاد اور بغیر عام کا اعلان کیا جائے۔ اس اجتماع کے تین دن بعد میں اور مولوی نصر اللہ منصور ولایت پکتیا چلے گئے۔ اور ہم لوگوں سے ملے۔ اور انقلاب ترکمنی کے چھ دن بعد ان کو جہاد پر آمادہ کر لیا۔ لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اور ہم جدران صوبہ پکتیا کے پہاڑوں میں نہایت تنگی و عسرت سے سات مہینے تک رہے۔ ہمیں لباس اور خوراک کی شدید ضرورت تھی لیکن لوگوں نے ہماری ضروریات پوری نہ کیں۔ پھر سردی شروع ہو گئی اور پہاڑوں پر برف باری ہونے لگی۔ لہذا ہم پہاڑوں سے اتر کر خوست صوبہ پکتیا میں آ گئے۔ یہاں تین ماہ گزارے لیکن لوگ جہاد کی طرف راغب نہ ہوئے۔ ابتدا میں ہماری تعداد تیس افراد پیش قتل تھی۔ اس کے بعد آخر سال تک ہماری تعداد ۵۰۰ ہو گئی۔

ایک دن میں تقریباً ۴۰ ہزار افراد کی شہادت | انقلاب کے بعد ترکمنی نے اسلام کے متضاد قوانین کے اقرار کا اعلان کیا۔ مثلاً مسادات مرد و زن اور بے پردگی کی کھلم کھلا اجازت و حمایت اور تجدید طلاق و ازدواج وغیرہ۔ لوگوں کے اطلاق و اموال پر قبضہ اور اس کی تقسیم و توزیع شروع کی۔ ان خلاف اسلام اور ضد شریعت امور و قوانین کی وجہ سے علماء

نے ترکمنی کی تکفیر کا فیصلہ اور فتویٰ صادر کیا۔ حکومت کے خلاف مظاہرے شروع ہوئے۔ ہرات میں عظیم الشان مظاہرہ ہوا جسے دبانے کے لئے سھکومت کے ٹینک اور طیارے حرکت میں آ گئے۔ اور صرف ایک دن میں ۴۰ پچاس ہزار افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ اس فیصل حرکت کے بعد حکومت کے خلاف افغانستان کے طول و عرض میں غم و غصہ اور نفرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس موقع پر روسی افواج افغانستان کی سر زمین میں داخل ہوئی تو ہر جانب سے مسلح بغاوت اور مدافعت کا آغاز ہوا۔

جہاد کے بارے میں آپ کی کیا توقعات ہیں؟ | ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت فرمائے گا اور دشمن ذلیل و رسوا اور ہرذمیت خوردہ ہو کر افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہوگا۔

آپ کے ساتھ کتنے مجاہدین ہیں؟ - تقریباً ۲۰ ہزار۔

شکست و فتح میں آپ کی پوزیشن؟ - اکثر معرکوں میں ہم فاتح و کامران لڑے۔ اس سال ہر معرکے میں ہمیں کامیابی ہوئی۔ آپ کس لئے لڑتے ہیں؟ تاکہ زمین پر اللہ کا حکم غالب اور نافذ ہو۔ لشکون کلمۃ اللہ بھی العلیا۔

مجاہدین کس حال میں ہیں؟ روحانی حالت تو ان کی نہایت ہی بلند و بالا ہے لیکن حالت مادی بہت ہی مایوس کن ہے۔ ان میں جو زخمی ہو جاتے ہیں انہیں پشاور کے ہسپتال میں داخل کرنا پڑتا ہے۔ صحت یاب ہونے پر وہ خالی ہاتھ واپس افغانستان کی حدود میں داخل ہوتے ہیں۔

بعض معرکوں کے بارے میں کچھ ارشادات | بہت سے معارک میں صرف دو جنگوں کے بارے میں آپ کو بتانا ہوں۔

۱۔ پہلا معرکہ، ٹینکوں کے مقابلہ میں۔ ترکمنی دور حکومت میں ہمارے پاس ٹینکوں کے مقابلے میں کوئی اسلحہ نہ تھا جس کے باعث ہم پریشان تھے۔ ہم نے کچھ روپے جمع کئے تاکہ ٹینک شلکس گولے خریدیں مگر ہم کامیاب نہ ہوئے۔ ہماری تعداد صرف ۳۵۰ تھی ترکمنی فوج کا ایک حصہ جو ہزاروں افراد۔ ٹینک۔ طیاروں کلاشنکوف اور دیگر سامان حرب سے لیس تھا ہم پر حملہ آور ہوا۔ تین دن تک لڑائی جاری رہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح و کامیابی سے ہمکنار کیا۔ مال غنیمت میں ۲۵ ٹینک شکن بندو قیں اور گولے اور آٹھ ٹینک ہاتھ آئے۔ علاوہ انیس ایک ہزار افراد قیدی بنائے۔ جن میں سے ہر ایک کلاشنکوف سے مسلح تھا۔

۲۔ دوسرا معرکہ۔ کم ہن فنیہ قلیہ غلبت فنیہ کثیرۃ باذن اللہ کا عملی مظاہرہ۔

۵۹ مجاہدین کے گروہ پر ڈہائی ہزار افراد۔ ۲۲ ٹینک اور بم بار طیاروں سمیت حملہ آور ہوئے۔

نتیجہ میں ۲۵ ٹینک اور ایک سوڑتباہ۔ ۱۵۰ افراد و اصل جہنم اور ایک سو زخمی ہوئے۔ اور مال غنیمت میں ۷ کلاشنکوف۔ ایک راکٹ لپچر اور بہت سا گولہ بارود ہاتھ آیا۔ (جاری)

دیکش
دینشیں
دلمنرب

کشان پش
سنم لوسکی
ماہ نام پاپین
کامیڈ پاپین
پریڈ پش لان
جہاں ۳۰۰ پاپین
جہاں ۳۰۰ لان
پاپین پاپین
پاپین پاپین
پاپین پاپین

حسین کے
پارچہ جات

حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو تھیلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ عراہین ہوں یا

مرد و دونوں کے لباسات کیلئے
موزوں۔ جس کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔

FABRICS

خوش پوشی کے پیش رو

حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریل میڈیو کراچی

جو علی انڈسٹریز ملز آف پاکستان
پکٹنگ روم، پکٹنگ روم، پکٹنگ روم
فون: ۲۲۸۶۰۱ - ۲۲۸۶۰۲

ایک عالمگیر
قسم

خوش
رواں اور
دیر پا۔
اسٹیل
کے
سفید
ارڈیم ٹیڈ
نب کے
ساتھ

دستیاب



آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لمیٹڈ

پاکستان کا
نمبر
1
بائیکل

سُہراپ

SOHRAB
BICYCLES LTD

حافظ محمد ابراہیم قانی مدرس دارالعلوم حقانیہ

(خانوادہ مولانا نصیر الدین شیخ الحدیث کا ایک فرد فرید)

علامہ مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی

دادئی چھچھ ضلع الگ کا وہ مردم خیز خطہ ہے جس کی آغوش میں کتنے عظیم رجال اصحاب رشد و ہدایت ارباب زہد و تقویٰ صدر نشینان مسند معرفت و طریقت تاجوران اقلیم علم و آگہی جادہ پیایان تصوف و سلوک اور بادہ نوشان عرفان و ایقان پھلے پھولے۔ اور اپنی زندگی کا دافر حصہ اس بقیعہ نور کے گوشہ خمبول میں گزار کر علم و عرفان کے ایسے دریا بہائے کہ آج تک تشنگان علوم و فتون ان سے اپنی تشنہ کانی کا مداوا کرتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمن کالمپوری۔ مولانا سید عبدالشکور جلالوی۔ مولانا قطب الدین۔ مولانا نصیر الدین غورغشتوی مولانا قاضی پوری اور مولانا دامانی جیسے عظیم شخصیات اس سرزمین کے قابل افتخار ابتداء اور باعث ناز فرزند ہیں۔ اس خطہ کے بارے میں استاذ محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

”و دامت ارض چمچہ“ موشحہ بازہار العلم والورع ولا زالت متلا لاقہ بجواہر

ثمینہ کا مثال الشیخ قطب الدین الغورغشتی والشیخ الاجل عبدالرحمن البہودی

و مولانا سعد الدین الجلالوی وغیر ذلک من اعلام العلم والفصل

موضع غورغشتی کو علمی حلقہ میں وہ مقام حاصل ہے جیسا کہ قرون اولیٰ و وسطیٰ میں بصرہ و کوفہ اور مصر قند و بخارا کو حاصل تھا۔ یا ہمارے زمانے میں دیوبند و سہارنپور کو یہ اس لئے کہ یہ بسنتی ایسے با شہادت ہستیوں کا مولد و مدفن ہے جو بیک وقت اقاب الارشاد اور مرکز دائرہ علم و فضل تھے اور جن کا بار احسان تاقیامت علمی دنیا فراموش نہ کر سکے گی۔ ان نفوس قدسیہ میں ایک حضرت علامہ مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی ہیں جن کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

اخلاعی ان شط الحیب و داءه وعن تلاقیہ و ناءات منازلہ

و فاتکہ ان تبصرہ بعینک فما فاتک منہ شیء فہذی شائلہ

نام نسب | آپ ۱۲۶۰ھ میں حضرت علامہ شہاب الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ نھاندانی لحاظ سے آپ کا تعلق پٹھانوں کے قبیلہ کاکڑ سے ہے۔ اس قبیلہ کے افراد قندھار اور بلوچستان میں بکثرت آباد ہیں۔ آپ کے جد امجد محمد شرف خان قندھار سے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہنود کے خلاف جہاد کے لئے نکلے اور بلوچستان کے علاقہ

پیشین سے ہوتے ہوئے یہاں غور غشتی میں مستقل سکونت اختیار کی کسے معلوم تھا کہ اس چھوٹے سے قریہ میں جو دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے۔ آپ کے ورود مسعود سے علم و عرفان کا ایک بحر ناپیدا کنارہ موجزن و تلاطم خیز ہو گا۔ مشیت ایزدی کی نظر انتخاب نے اس دور افتادہ بستی کو اس شرف اکبر اور نعمت عظمیٰ سے سرفراز کیا جس کی وجہ سے قال اللہ و قال الرسول کی صداقت سے فضائیں ارتعاش پیدا ہوا۔ اور ہر جانب حلقہ ہائے درس اور محافل و مجالس ذکر سمجھنے لگے۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر اصحاب عزیمت قرون وسطیٰ کی یاد تازہ کرتے ہوئے قطار اندر قطار آن وارد ہوئے۔

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نزلے ہیں یہ عاشق کو لسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں
ابتدائی تعلیم اور زروبی تشریع آدری | ابتدائی کتابیں آپ نے غور غشتی میں اپنے بزرگوں سے پڑھیں اور دیگر علوم و فنون منطق ریاضی حکمت و فلسفہ اصول و عقائد اور فقہ کی تکمیل کے لئے زروبی (ضلع مردان) تشریع لائے۔ یہاں آپ نے حضرت علامہ شاہ سعید صاحب جو کہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مسلم اور استاد کل کی حیثیت رکھتے تھے اور جن کی علمییت کا شہرہ برصغیر پاک و ہند سے یا ہر ایران و خراسان اور مشرق بعید تک پھیلا ہوا تھا سے کتب معقولات و منقولات پڑھیں۔ عرصہ چار سال تک آپ یہاں فروکش رہے۔
اسناد حدیث کے لئے ہندوستان کا سفر | مبادیات علوم سے جب فارغ ہوئے تو اسناد حدیث کے لئے ہندوستان کی طرف رخت سفر باندھا۔ اور برصغیر کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند تشریع لے گئے اس وقت حضرت قطب الارشاد رشید احمد گنگوہیؒ دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ نے ان ہی سے دورہ حدیث پڑھا۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولانا سیف الرحمن صاحب آپ کے ساتھ دورہ میں شریک وہم درس رہ چکے ہیں۔

تدریس | فراغت کے بعد ریاست مینڈھو (عل گڑھ) میں بحیثیت صدر مدرس آپ کا تقرر ہوا۔ کتب معقول شرح مطالعہ شرح اشارات خیالی۔ ملا حسن و قطبی قاضی اور حمد اللہ وغیرہ آپ کے زیر تدریس رہے۔ مولانا سیف الرحمن مہاجر کابل کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم و روابط استوار تھے۔ کیونکہ دونوں نے طالب علمی کا اکثر حصہ ایک ساتھ گزارا تھا۔ زروبی میں اور اس کے بعد دیوبند میں دونوں ہم درس رہ چکے تھے۔ جب مولانا سیف الرحمن صاحب مدرسہ فتح پوری میں مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو مدرسہ فتح پوری دہلی میں تدریس کی دعوت دی۔ آپ نے ان کی دعوت قبول کی اور مدرسہ فتح پوری تشریع لے گئے۔ مولانا کے آتے ہی مدرسہ کو اطراف و اکناف سے طلبہ کا آنا شروع ہوا۔ اور علمی لحاظ سے سارے ہندوستان میں امتیازی مقام حاصل کیا۔ اسی مدرسہ میں مولانا سیف الرحمن صاحب احادیث پڑھاتے تھے اور حضرت علامہ عقائد و کلام اور

منطق کی کتابیں تدریس فرماتے رہے۔ اثنائے تعلیم مولانا سیف الرحمن صاحب بیمار پڑ گئے جب بیماری ممتد ہوئی تو ان کے حکم و اشارہ سے ان کے اسباق مولانا قطب الدین کے سپرد کر دیے گئے۔ البتہ تک تو طالب علم آپ کے عقائد و معقولات میں یکتائے روزگار سمجھتے تھے۔ اب وہ بحیثیت عظیم اور باکمال محدث کے متعارف ہوئے۔ اور بغیر کسی سابقہ تیاری کے تحقیق مذاہب تفصیل و تحقیق احادیث تفسیر و تطبیق روایات مباحث متن و سند اور وجوہ ترجیح مذہب حنفی پر ایسے فاضلانہ درس دے کہ طالب علم انگشت بدنداں رہ گئے وطن واپس آکر دوبارہ آپ کو مدرسہ فتحپوری بلایا گیا۔ لیکن بعض مجبوریوں کی بنا پر نہ جاسکے۔ بعد ازاں مدرسہ اسلامیہ چکوال ضلع جہلم تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر کچھ مدت تک پڑھاتے رہے۔ چکوال کے بعد پیر صاحب مکھڑ شریف کی دعوت پر مکھڑ تشریف لے گئے۔ وہاں کافی زمانہ پڑھائی کے بعد مستقل طور پر گاؤں تشریف لائے اور تا دم مرگ حسبہ لہڑ پڑھاتے رہے۔

بیعت و تصوف | روحانی فیض آپ نے میاں شیر محمد صاحب شر قیوری سے حاصل کیا اور منازل سلوک و مقامات تصوف کئے۔

من عادی لی ولیاً | حضرت والد گرامی نور اللہ مرقدہ مولانا عبد الحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ آپ کے شاگرد رہ چکے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ ایک عبرت انگیز واقعہ سنایا کہ حضرت کی عادت یہ تھی کہ صبح سے لے کر ظہر تک آپ اپنی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد رہٹ تشریف لے جاتے۔ درس تدریس کے ساتھ زمینداری بھی کیا کرتے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ بارش نہایت زور شور سے برس رہی تھی۔ اس وجہ سے آپ رہٹ پر تشریف نہ لے جاسکے۔ جب بارش ختم ہو گئی۔ تو ایک شخص مسجد میں آیا، اور حضرت سے عرض کیا کہ فلاں شخص نے بارانی پانی کا رخ آپ کے کھیت کی طرف موڑ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے فصل زیر آب ہو کر تباہ ہو گیا ہے۔ حضرت نے مجھے فرمایا کہ آؤ رہٹ چلیں۔ ہم دونوں رہٹ چلے گئے۔ وہاں پر کیا دیکھتے ہیں کہ فصل بالکل تباہ ہو گئی ہے۔ جب واپس ہوئے تو حضرت نے عصر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد کسی سے کہا کہ اس شخص کو بلاؤ۔ جب وہ شخص مسجد کے قریب آیا اور جوئے اتارنے لگا تو اسے کھانسی کا شدید دورہ پڑا۔ وہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ منہ سے خون بہنے لگا۔ لوگوں نے اسے چارپائی پر ڈالا اور گھر لے گئے۔ مسلسل خون آنے سے وہ مر گیا۔

والد صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ من عادی لی ولیاً فقد آذنت بالحرۃ والاسعۃ اس کے ساتھ کیا گیا۔

کردار و شخصیت | حضرت علامہ خوش اطوار و خوش خوراک پر وقار و باعرب و جہہ شخصیت اور شانہ جاہ و ملکین کے مالک تھے۔ آپ کی موجودگی میں کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ تھی۔ درس سے فراغت کے بعد جب گھر تشریف لے جاتے تو راستے میں ہر شخص دست بستہ رک جاتا۔ آپ جیسا جلال و علمی تفوق بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ حیثیت و خوشنودی آپ کے ہر بن موادرک و پے میں سرایت کر گئی تھی۔ بڑے

سے بڑا رتبہ رکھنے والے شخصیت کو درخور اعتناء سمجھتے تھے۔

ایک دفعہ علاقے کا ڈپٹی آپ کے پاس ملاقات کے لئے حاضر ہوا اور ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس وقت ڈپٹی کا مرتبہ گورنر سے کم نہ تھا۔ مولانا درس میں مشغول تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ ڈپٹی صاحب ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو میں فارغ نہیں ہوں۔ جب پڑھائی سے فارغ ہوئے تب ان کو ملاقات کی اجازت مل گئی۔

بہت سے معرکوں مقدمات اور خاندانی چپقلشوں کا آپ نے خاتمہ کر دیا۔ ایک شخص پر شاتم رسولؐ ہونے کا الزام تھا۔ حکومت نے اس کو صوبائی کی حوالات میں بند کر دیا۔ اور علماء سے فتویٰ طلب کیا۔ کہ اس شخص کے بارے میں کوئی فتویٰ صادر فرمائیں کیونکہ وہ تائب ہو گیا ہے۔ علماء آپس میں شاتم رسولؐ کے توبہ کے بارے میں مختلف ہوئے مگر اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شاتم رسولؐ کا توبہ قابل قبول نہیں اور ایسا بد باطل شخص واجب القتل ہے۔ بہر حال مقدمہ نے سنگین صورت حال اختیار کی۔ فریقین کے درمیان مناظرہ طے ہوا۔ اس مقدمے کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ عوام نے بھی اس مقدمہ میں دلچسپی لی۔ بالآخر علماء کے درمیان فیصلہ کے لئے مولانا قطب الدین صاحب غور غشتی سے بلائے گئے۔ اس دن کھیل میں بے پناہ ہجوم تھا۔ ہر شخص کے دل میں جذبات کا طوفان اٹھ رہا تھا کہ شاتم رسولؐ کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ آخر کار حضرت علامہ کی عبقری شخصیت نے اس عظیم مقدمے کا فیصلہ کر دیا۔ جب تک زندہ رہے کسی فتنہ کو سراٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

تلامذہ | آپ کا حلقہ تلامذہ نہایت وسیع ہے۔ ایک مختلط اندازے کے مطابق دس ہزار شاگردوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا جن میں بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔

حضرت علامہ شیخ الحدیث نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ۔ یہ عظیم بقیۃ السلف ہستی رشتہ میں حضرت علامہ کے چچا ہیں۔ لیکن آپ ان سے عمر میں بڑے تھے۔ اسی لئے حضرت علامہ بڑے مولانا صاحب اور مولانا نصیر الدین صاحب چھوٹے مولوی صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کے بارے میں بجا طور پر فرمایا ہے کہ ”پوری زندگی قرون اولیٰ کے محدثین کا نمونہ تھی۔ اور جس طرح ہندوستان کی سرزمین میں شاہ ولی اللہ مرحوم نے حدیث نبویؐ کی قندیل روشن کی اسی طرح شمال مغربی سرحدی علاقے اور وسط ایشیا کے بلاد میں جو علمی زوال و انحطاط کا شکار ہو چکے تھے۔ حدیث کا غلغلہ حضرت مرحومؒ سے ہوا۔“

۲۔ حضرت مولانا خان بہادر صاحب عرف علامہ مارتونگ صاحب۔ آپ نے مدرسہ فتح پوری دہلی میں کتب معقول حمد اللہ۔ قاضی مبارک۔ میرزا قطبی۔ میرزاہد ملاجلال صدر امیرکلاں۔ تصریح اقلیدس اور سینڈھو (علی گڑھ) میں تشریح اشالات و تشریح مطالع و تشریح جغنی خیالی حضرت علامہ سے پڑھیں۔ اور اجازت حدیث

بھی آپ ہی سے حاصل کی۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔
 پہلے حضرت مولانا قطب الدین صاحب غور غشتی سے دورۂ حدیث پڑھانے کی اجازت لیں۔ اجازت کے
 ارادے سے میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی۔ اس وقت مولانا طلباء کو موطا پڑھا رہے تھے۔ میں نے
 ان سے اجازت حدیث مانگی۔ انہوں نے مجھے موطا امام مالک دے دی۔ اور پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے جب پہلا
 صفحہ پڑھا تو انہوں نے مسکرا کر کتاب بند کر دی۔ اور فرمایا جاؤ میری طرف سے آپ جیسے آدمیوں کو صحاح ستہ
 پڑھانے کی اجازت ہے۔ کیونکہ یہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

۳۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم صاحب زرو بوی۔ آپ نے دورانِ اقامت غور غشتی آپ سے سلیم العلوم۔
 ملا حسن غلام کچی۔ فاضلی امور عامہ خیالی اور نور الانوار وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اور دو سال تک ان سے استفادہ
 کرتے رہے۔ نجی محافل میں اپنے شفیق استاد کا تذکرہ مرے لے لے کر فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ حضرت علامہ عبد السلام قندھاری۔ آپ نے حضرت علامہ سے میڈیو (علی گڑھ) میں شرح مطالع۔ شرح
 اشارات خیالی اور شرح چغمنی پڑھیں۔ اور غور غشتی میں بھی کافی عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔

۵۔ مولانا عبد الودود صاحب ہزاروی فاضل دیوبند۔ اپنے ریاست میڈیو میں آپ سے قطبی اور ملا حسن وغیرہ پڑھیں۔

۶۔ مولانا محمد صدیق صاحب زرو بوی فاضل دیوبند۔ حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب بام خیل (مردان) سابق

مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۸۔ مولانا عبد الرزاق صاحب شہا ہمنصور (مردان)۔ ۹۔ مولانا غنائت اللہ

صاحب طور (مردان)۔ ۱۰۔ مولانا عبد الدیان ہزاروی۔ ۱۱۔ مولانا قاضی عبد الدیان دامانی کیسل پوری۔ ۱۲۔

مولانا عجیب خان بنوں۔ ۱۳۔ مولانا حبیب الرحمن ریاست دیر۔ ۱۴۔ مولانا عبد الحق پیرزئی چھچھو۔ ۱۵۔ صاحبزادگان

لکھنڈ شریف۔ ۱۶۔ مولانا عبد الغفور ہزاروی۔ ۱۷۔ پروفیسر غلام جیلانی برقی کیسل پور۔ ۱۸۔ مولانا عبد الشکور چھچھو

۱۹۔ مفتی محمد شمس آباد۔ ۲۰۔ مولانا محمد دین بدھو پور۔ ۲۱۔ مولانا عبد الحمی جلالیہ۔ ۲۲۔ مولانا عظیم خان برہنہ۔

۲۳۔ مولانا غلام ربانی بہبودی۔ ۲۴۔ مولانا حافظ علاؤ الدین نور پوری۔ ۲۵۔ مولانا ضیاء الحق نور پوری

۲۶۔ مولانا محمد سید نور پوری۔ ۲۷۔ قاضی عبد الجلیل غور غشتی۔ ۲۸۔ مولانا عبد القدوس غازی۔ ۲۹۔ مولانا عبد الکریم

کابل۔ مولانا محمد اقبال الدین چترال۔

وصال | اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدمت دین اور تدریس علوم کے واسطے عمر دراز عطا فرمایا تھا۔ لیکن بالآخر

۶ رصفر ۱۳۷۰ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۵۱ء کو ایک سو دس سال کے عرصہ میں رشد و ہدایت کا یہ قندیل اور فانوس

علم و عرفان خاموش ہو گیا۔ فرحما للہ

نیلام

ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک ضلع پشاور میں مندرجہ ذیل ٹھیکہ جات برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں عاوا از یکم جولائی ۱۹۸۳ء تا ۳۰ جون ۱۹۸۴ء بذریعہ عام بولی نیلام کرنا چاہتی ہے۔ لہذا خواہشمند حضرات مقررہ تاریخ اور وقت پر دفتر ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ خٹک تشریف لاکر بولی میں حصہ لے سکتے ہیں۔

تفصیل ٹھیکہ جات

نمبر شمار	نام ٹھیکہ	زر ضمانت	تاریخ نیلامی اور وقت
۱	آمدن محصول چنگی بمعہ راہداری فیس	۱۰۰۰۰/=	۲۴/۵ بجہ ۱۰ بوقت ۸/۳
۲	منڈی مال مویشیاں	۱۰۰۰۰/=	۲۴/۵ بجہ ۱۱ بوقت ۸/۳
۳	لاری اڈہ فیس	۵۰۰۰/=	۲۴/۵ بجہ ۱۲ بوقت ۸/۳
۴	سلاٹر ہاؤس فیس	۲۰۰/=	۲۵/۵ بجہ ۱۰ بوقت ۸/۳
۵	کوڑا کرکٹ (خاکشورہ)	۲۰۰/=	۲۵/۵ بجہ ۱۱ بوقت ۸/۳
۶	سلاٹر ہاؤس خون	۲۰۰/=	۲۵/۵ بجہ ۱۲ بوقت ۸/۳

المستہ

جان محمد خان خٹک، چیئر مین ٹاؤن کمیٹی
اکوڑہ خٹک

دارالعلوم دیوبند

نمازہ حالات

الحمد للہ ثم الحمد للہ دارالعلوم دیوبند جو ایشیا کی ایک عظیم الشان دینی درس گاہ ہے اور جس کی روایات اور دینی و ملی خدمات روز بروز روشن کی طرح رخشندہ و تابناک ہیں۔ بد قسمتی سے ایک غرضتہ تک تعطل و جمود کا شکار رہنے اور ایک سخت تکلیف دہ دور ابتلا و آزمائش سے گزرتے کے بعد ایک سال سے مکمل طور پر کھلا ہوا ہے۔ اور اپنی سابقہ روایات کے ساتھ دینی و ملی خدمات میں مصروف ہی نہیں بلکہ نمایاں طور پر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔

موجودہ ترقیاتی کام

- ۱۔ طلبہ کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔
- ۲۔ پندرہ سو طلبہ کو امداد و طعام دی گئی۔
- ۳۔

مزید ۱۹۱ طلبہ کو ہجروئی امداد دی گئی جس کی مقدار ۳۰ روپے ماہوار ہے۔ ۴۔ ایک لاکھ سے زائد کی درسی کتابیں خریدی گئیں۔ اور جو دستیاب نہ ہو سکیں انہیں طبع کرایا گیا۔ ۵۔ طلبہ کو قیام و طعام کے علاوہ معیار تعلیم کی بندری جلی روشنی اور علاج وغیرہ کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ سہولتیں دی گئیں۔ ۶۔ رواق خالد کی پہلی منزل کی تعمیر بہت سے نئے اضافوں کے ساتھ مکمل کی گئی۔ ۷۔ طلبہ کی علمی صلاحیت اور ذوق مطالعہ میں اضافہ کے لئے دارالمطالعہ کے اوقات میں چار گھنٹہ کا اضافہ کیا گیا۔ ۸۔ نئے تقررات میں باصلاحیت اور دیندار حضرات کا انٹرویو کے ذریعہ انتخاب کیا گیا۔ ۹۔ شیخ الہند اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۰۔ جمعیتہ الطالبہ باقاعدہ منظور ہوئی اور اس کا انتخاب کرایا گیا۔ ۱۱۔ دارالاقامہ کے قدیم سینکڑوں کمروں کی مرمت کرائی گئی۔

تقابلہ مطالعہ

تعداد کل طلبہ	سابقہ	موجودہ	تعداد و حجرات دارالاقامہ	۸۔
۱۶۳۸	۲۴۳۳	۲۵۸	۲۳۰	۲۵۸
تعداد امدادی طلبہ	۹۰۰	۱۵۰۰	تعداد نشست دارالاقامہ	۹۔
تعداد مدرسین	۴۴	۵۴	ہر جماعت میں اول، دوم	۱۰۔
تعداد ملازمین	۲۴۹	۲۴۴	سوم ہونے والے طلبہ کے	
تعداد وظیفہ تیل	۷۵۰	۱۳۲۴	خصوصی وظائف	۲۴
تعداد وظیفہ پارچہ	۶۵۰	۱۲۰۰	طلبہ کے کمروں میں بجلی کا انتظام	۱۱۔
تعداد ہجروئی امداد	x	۱۹۱	سالانہ بجٹ۔ سابقہ ۴ لاکھ روپے تھا اور اب بھی ۴ لاکھ رکھا گیا ہے۔	۲۵۸

مستقبل کے ترقیاتی منصوبے

- ۱- رواق خالد کی دوسری منزل اور مزید جدید دارالاقامہ کی تعمیر جو طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لئے کافی ہو۔
- ۲- دارالتربیت دارالاطفال کا قیام اور اس کی تعمیر۔
- ۳- ایک وسیع مسجد کی تعمیر جس میں اضافہ شدہ تمام طلبہ کی گنجائش ہو (قدیم مسجد ناکافی ہو چکی ہے۔
- ۴- علمی و دینی اجتماعات کے لئے ایک وسیع ہال کی تعمیر۔
- ۵- ملازمین کے لئے مکانات کی تعمیر۔ ۶- نئی درسگاہوں کی تعمیر۔ ۷- مہمان خانہ کی توسیع۔
- ۸- لائبریری کی تعمیر جدید۔ ۹- اساتذہ دارالعلوم کی علمی ترقی کے لئے عالم اسلام سے علمی کتابوں کی فراہمی کا انتظام۔
- ۱۰- تمام دنیا میں پھیلے ہوئے فضلاء دارالعلوم سے روابط اور ان سے متعلق معلومات۔
- ۱۱- نصاب تعلیم اور نظام تعلیم پر تمام ذمہ داران مدارس عربیہ کا اہم کنونشن طلب کرنا۔
- ۱۲- تعلیم و تربیت کے نئے اصول و ضوابط کی ترتیب اور ان کا اجراء۔

کوٹیشن مطلوب ہیں

ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ ٹھٹک ضلع پشاور کو سپرے کے لئے مندرجہ ذیل ادویات کی ضرورت ہے۔ لہذا گورنمنٹ کے منظور شدہ ڈیلران مورخہ ۵/۳/۱۳۸۵ء تک اپنے کوٹیشن سربراہ ذریعہ دستخطی کو ارسال کر دیں۔

۱۔ ڈیٹھیریکس = ریٹ فی پونڈ

۲۔ سوئی تھیان = ” ”

المشترکہ

جان محمد خان چیمبرین
ٹاؤن کمیٹی اکوڑہ ٹھٹک

مولانا عبدالقیوم حقائق

شبِ روشن

دارالعلوم
حقانیہ
کے

ختم بخاری | ۱۱ مئی۔ دارالعلوم حقانیہ میں ختم بخاری کے موقع پر کوئی خاص تقریب اور اس کا اہتمام نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اسے کبھی اہمیت دی گئی ہے جیسا کہ عام طور پر اس موقع پر مدارس کا معمول ہے۔ کہ متعلقین و لواحقین اور وابستگان و خواص کے نام تقریب میں شرکت کے لئے دعوت نامے جاری کئے جاتے ہیں۔ اور اشتہارات بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ بفضل اللہ دارالعلوم حقانیہ کی خدمات، علوم و معارف کی اشاعت ہر سال فارغ ہونے والے سینکڑوں فضلا جو ملک و بیرون ملک دنیا کے کونے کونے میں پھیلے اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔ اور اب ان کی ایک بڑی تعداد افغانستان کے محاذ جنگ پر روسی دشمن سے برسرِ پیکار ہے۔ غرض دارالعلوم کے فضلا، متعلقین اور وابستگان کا حلقہ اس قدر وسیع ہو گیا ہے کہ اب نہ تو ان کا احاطہ کسی کے بس کی بات ہے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ سب کو بروقت مطلع کیا جاسکے۔ پھر بھی دارالعلوم کے غلصہ میں متعلقین، درس حدیث کے عشاق اور حضرت شیخ الحدیث سے خصوصی وابستگی رکھنے والے ختم بخاری کے منتظر اور اس موقع پر حصول برکت و دعا کے لئے بیتاب رہتے ہیں۔ حسب سابق اس مرتبہ بھی ایک ناقابلِ جواب و متعلقین خطوط، قاصدین، پیغامات اور فون کے ذریعہ ختم بخاری کی تاریخ کا تعین دریافت کرتے رہے جب ۹ مئی کو حضرت شیخ الحدیث نے ۱۱ مئی کو بجے ختم بخاری کا فیصلہ فرمایا تو یہ خبر آنا فانا پورے علاقہ میں پھیل گئی۔ اور گیارہ مئی کو دس بجے سے قبل دارالحدیث کا وسیع ہال مہمانوں اور طلبہ سے کھچا کھچ بھر گیا۔ حضرت شیخ الحدیث مسند حدیث پر اور دارالعلوم کے دیگر مشائخ و اساتذہ دائیں بائیں اور سامنے سینکڑوں طلبہ صحیح بخاری کھولے بیٹھے تھے۔ عجیب پرکھیت اور روح پرور منظر تھا۔ طلبہ کے لئے ختم بخاری کی خوشیاں مزید دو بالا ہو گئیں جب انہوں نے دیکھا کہ مولانا جمیع الحق صاحب جو تین ہفتوں سے علیل اور پشاور کے خیبر ہسپتال میں چند دن زیر علاج تھے آج قدرے افاقہ سے ہیں۔ اور دارالحدیث میں تشریف فرما ہیں۔

حضرت شیخ کے طویل دعا فرمانے کے بعد حاضرین صرف مصافحہ اور طلب دعا کی غرض سے حضرت شیخ پر ٹوٹ پڑے۔ احقر نے حضرت کے ہاتھوں کو تقاضا لیا۔ اور خدام و عشاق مصافحہ و دست بوسی کی سعادت حاصل کرتے رہے۔

دارالعلوم اسلامیہ چارہ سمد ۱۲ مئی۔ مولانا گوہر شاہ حقانی اور مولانا غلام محمد صدیقی حقانی کے شدید اصرار پر حضرت شیخ الحدیث چار سمد تشریف لے گئے۔ جہاں سینکڑوں علما نے باہر نکل کر دو روپہ لائٹوں میں فلک

شکات نعروں کے ساتھ حضرت شیخ کا استقبال کیا۔ حضرت شیخ کی آمد کی خبر سن کر پورا علاقہ اٹھ اٹھا۔ عشاق و مخلصین ایک نظر دیکھنے کے لئے تڑپ رہے تھے۔ جب مصافحہ سے سب کی یہ تمنا پوری ہو نا مشکل تھی تو دفتر کی ایک کھڑکی کھول دی گئی جہاں سے بارہی باہری سب ایک نظر دیکھ کر دوسروں کو زیارت کا موقع بخشے رہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دارالعلوم حنفیہ کے مفتی اعظم مولانا محمد فرید صاحب نے دارالحفظ والتجوید کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کے بعد بخاری کی تقریب تھی۔ حضرت شیخ الحدیث نے درس دیا جس میں بڑے بڑے اکابر علماء اور مختلف دینی مدارس کے شیوخ حدیث بھی موجود تھے۔ نماز مغرب سے آدھ گھنٹہ قبل واپسی ہوئی۔

جامعہ مدنیہ انک | حضرت علامہ مولانا قاضی زاہد عیسیٰ رائے (انک) کے شدید اصرار پر حضرت شیخ الحدیث ان کے مدرسہ جامعہ مدنیہ کے ختم بخاری کی تقریب میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے۔ اور مدینہ منیہ کے بڑے اور وسیع ہال میں سینکڑوں افراد جو زیادہ تر جدید تعلیم یافتہ اور مختلف محکموں کے بڑے آفیسرز تھے میں درس حدیث دیا اور پھر انجمن نوجوانان اشاعت القرآن کی طرف سے دئے ہوئے عشاء میں بھی شرکت ہوئے۔

تعلیم القرآن ویسہ | ۲۱ مئی۔ مولانا فضل واحد صاحب حنفی اور ان کے رفقاء کی درخواست پر حضرت شیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن ویسہ قلع انک تشریف لے گئے۔ ختم بخاری کی تقریب میں شرکت کی۔ اور صحیح بخاری کی آخری حدیث کا درس بھی دیا۔

۲۱۔ اپریل۔ مولانا سید عطار الحسن صاحب (صاحب زادہ امیر شریعت سید عطار اللہ شاہ بخاری) دارالعلوم حنفیہ تشریف لائے۔ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ سے ملاقات کی۔ بعض اہم علمی مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ اور حضرت شیخ سے اجازت حدیث بھی لی۔

۲۲۔ اپریل۔ انجمن تحفظ حقوق اہل سنت کے ناظم اعلیٰ مولانا سید عبد المجید مدیم شاہ صاحب تشریف لائے۔ بعد مغرب حضرت شیخ الحدیث سے ان کی مسجد میں ملاقات کی۔ اور اپنے ہندوستان کے دورہ سے حضرت شیخ کو آگاہ فرمایا۔ اور دعائیں حاصل کیں۔

امتحانات | ۲۴ رجب سے دارالعلوم کے امتحانات شروع ہوئے۔ شعبہ حفظ و تجوید اور دورہ حدیث کے امتحانات وفاق المدارس العربیہ نے لئے جس کے متحین کراچی وغیرہ سے تشریف لائے تھے۔ اسی اثناء میں وفاق کے زعمائے بھی دومرتبہ دارالعلوم کا دورہ کیا۔ دس شعبان کو دارالعلوم میں تعطیل ہوئی۔ البتہ شعبہ حفظ تعلیم القرآن اور دیگر شعبہ بدستور کام کریں گے۔

محمد رفیع

تعارف و تبصرہ کتب

اسلام اور موسیقی | تالیف مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم - شرح و تحقیق مولانا عبدالمعز صفحات ۴۴۶۔

قیمت ۴۵ روپے - پتہ مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۔

آج کا مسلم معاشرہ اور مسلم سوسائٹی مغربی تہذیب اور اہل مغرب کی ہر ادا کو جس طرح جلد اپنالیتی اور برسوں اس پر فخر کرتی ہے۔ تاریخ میں ٹھونڈھے سے بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ نیکی و بدی، حسن و قبح اور خیر و شر کے پیمانے وہی ہیں جو اہل مغرب نے دئے ہیں۔ ہر چیز کے نیک و بد پہلو کو مسلم معاشرہ میں بھی چشم مغرب دیکھا جا رہا ہے۔ موسیقی و طوائس و رباب جس کے پیشہ ور میراثی کہلاتے تھے اور جنہیں معاشرے میں کوئی باعزت مقام حاصل نہیں تھا آج وہی لوگ فن کار اور اسلامی ثقافت کے علمبردار کہلاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہیں دولت و شہرت کا زبردست عروج حاصل ہو گیا ہے۔ تقسیم ہند سے قبل ہندوستان میں سب سے بڑا فساد اس بات پر ہوتا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی مسجد کے قریب سے ڈھول بجا گا گزرا ہے۔

مگر آج فرزندان اسلام عین نماز کے وقت جب امام قرأت پڑھ رہا ہوتا ہے مسجد کے سامنے اور اس کے ساتھ فحش فلمی گانوں کے بجانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ کچھ وسیع النظر اہل دانش نے علماء کو بھی یہ سبق پڑھانا شروع کر دیا ہے کہ موسیقی فطرت کا حسن ہے۔ اور اب تو یہ وہاں گھر گھر پھیل چکی ہے۔ اس لئے اس کے عدم جواز کے فتوے واپس لے لینے چاہئیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو گناہ بھی کرتے ہیں اور سینہ زوری بھی۔ یہ صحیح ہے کہ گناہ کے ارتکاب کا معاملہ سنگین ہے مگر گناہ کو برحق ثابت کرنا اس سے زیادہ خطرناک ہے اور بعض اوقات کفر میں بھی داخل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے ایسے لوگوں کے لئے ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا جس میں قرآن و حدیث، فقہ ہارمت کے اقوال، مستند صوفیائے کرام اور اصحاب طریقت کے حوالوں سے موسیقی کی شرعی حیثیت واضح فرمائی تھی جو موصوف کی ميسوط عربی کتاب "احکام القرآن" کا جزو تھا جس کا نام "کشف الغامین و صف العنا" ہے۔ مولانا عبدالمعز نے اس کا اور سیلیس اردو میں اس کا ترجمہ کیا۔ اور بڑے سلیقے اور غرق ریزی سے اس پر زبردست تشریحی حوالے بھی لکھے۔ مخرج و تعدیل کے نقطہ نظر سے ضروری کلام کیا اور نئے دلائل کا اضافہ بھی فرمایا۔ اس کے علاوہ کتاب کے آغاز میں ایک زوردار علمی مقدمہ تحریر فرمایا۔ کتاب اپنے موضوع پر منفرد اور جامع ہے جو ہر لحاظ سے نافع اور ہر طبقہ کے لئے یکساں طور پر

مفید ہے — (ع-ق)

کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت - مرتبہ مولانا جلال الدین حقانی - صفحات ۴۸ - قیمت ۵ روپے۔

پتہ پتہ مدرسہ عربیہ خضریہ، خطیب جامع مسجد پراچگان بھیرہ ضلع سرگودھا

توحید و رسالت دین کے اصل الاصول اور نظریہ اسلام کے بنیادی ارکان ہیں۔ جن کا سمجھ لینا اور سمجھ کر اپنی زندگی کو ان کے سانچے میں ڈھال دینا اہل اسلام کا اولین فرض ہے مگر بد قسمتی سے جہالت، غنا و اور فرقہ پرستی کے اس دور میں فروع کو اصول سمجھ کر بحث و تحقیق میں بال کی کھال تک اتاری جا رہی ہے۔ اور اسی میں انہماک اور توغل، توحید و رسالت جیسے اہم ترین اصول کو نظر انداز کر دیا ہے مولانا جلال الدین دبیروی حقانی نے جو دارالعلوم حقانیہ کے اولین فضلاء میں سے ہیں اور زمانہ طالب علمی میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے امام مسجد اور خصوصی خادم رہ چکے ہیں۔ کتاب کو اپنے علمی و روحانی مرثیہ حضرت مولانا شیخ الحدیث کے نام سے معنون کر دیا ہے۔ مولانا اب دارالعلوم عربیہ خضریہ بھیرہ کے مہتمم، تبلیغی اور سیاسی کاموں میں سباقی الغایات، اب موصوف نے تصنیفی اور تحریری میدان کو بھی آماجگاہ بنایا۔ خدا تعالیٰ مزید بہت دے، اور استقامت بھی۔ پیش نظر رسالہ ان کی فلمی خدمات کا نقش اول ہے جس میں توحید و رسالت کو آسان، سلیس اور دل نشیں زبان میں واضح کیا گیا ہے اور کلمہ طیبہ کی تشریح کی گئی ہے۔ سرورق کی جاذبیت نے کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے جو حد درجہ قابل مکتبین اور سرکار سے حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ (ع-ق)

قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی سرگرمیاں

صورت شمشیر ہے دست تھام میں وہ قوم کرتی ہے جو ہر زمان اپنے ملک کا حساب لگاتا ہے۔ قومی اسمبلی میں جمہوری قومی دلی مسائل پر قراردادیں مباحثات۔ پارلیمنٹ میں موجود سیاسی پارٹیوں کا موقف، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا اسلامی دلی مسائل کے بارے میں رویہ، شیخ الحدیث کی تقابلیہ، اور ان کی قراردادوں پر ارکان اسمبلی کا رد عمل۔ آئین کو اسلامی اور جمہوری بنانے کی جدوجہد پر کیا گندمی، تھارک، التواء، موالات اور جوابات، سطورہ دستور میں ترمیمات اور تشریحی تقریریں۔

- ★ سب امتدادوں کے منشور اور انتخابی وعدے کردار کی کھسوٹی پر۔
- ★ ایک اہم سیاسی دستاویز۔
- ★ ایک آئینہ اور ایک اعمال نامہ
- ★ ایک ایسی رپورٹ جو اسمبلی کے شائع کردہ سرکاری رپورٹ کے حوالوں سے ہی مستند ہے۔
- ★ پاکستان کے مرحلہ تین سازی کی ایک تاریخی داستان اور ایک ایسی کتاب جس سے وکلاء، سیاستدان بھی اور اسلامی سیاست میں منہمک افراد جماعتیں بھی بے نیاز نہیں ہو سکتیں۔
- ★ ایک ایسی کتاب جو جہاد حق اور علما، اسلام کے علمبردار علماء کیلئے حجت و برہان بھی ہے۔ اور سبیل میں اسلامی جدوجہد میں رہنما بھی۔ کتاب شائع ہو چکی ہے اور ترسیل جاری ہے۔
- تحدہ کتابت و طباعت حسین سرورق، قیمت پندرہ روپے صفحات ۱۱۴

افغانستان پر روسی جارحیت اور مؤثر المصنفین کی اہم پیشکش

روسی الحاد

پسے منظر و پیش منظر۔ مؤثر المصنفین

سوشلزم اور کمونزم حریت اقوام، آزادی افکار کا غاصب اور دیگر مذہب کا عظیم دشمن اور انسانی اخلاقی قدروں کا کنٹرول سے باہر ہے۔ ان سب باتوں کا جواب اور کمونزم کی ٹکڑی ٹکڑی جگہ جگہ افکار نظام پر چرہ و مشورہ عقل کے ناپاک عوام کا تحقیقی اور تفصیلی جائزہ۔

اہم ابواب کی ایک جھلک جبکہ ہر باب کی ذیلی عنوانات پر تلے

- ۱۔ حرکات و عمل
- ۲۔ سوشلزم کا ٹکڑی سفر
- ۳۔ ملل سرگرمیاں اور جنگ انداز
- ۴۔ سوشلزم کی پیرو رستیاں
- ۵۔ مذہب و اخلاقی دشمن
- ۶۔ سامراجی نقطہ۔ روس اور افغانستان پاکستان اور مشرق

افغانستان پر ظالم مغار کے بعد روس پاکستان کے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ آجے ملی جہاد کے ساتھ ساتھ علمی و فکری جہاد کیلئے بھی فکر و جستجو کی ایک جیسا کہ کردہ چہرہ جو کہ ہے نقاب کرنا مسلمان کا دینی فریضہ

بلاشبہ اس موضوع پر ایک مستند اور تحقیقی کتاب

جس کیلئے صد ہا مآخذ کو کھنگالنا گیب سب جیسے روپے صفات، ڈیڑہ کاغذ طباعت عمدہ، تبلیغ کے لئے ہزاروں پر ۲۴ فیصد رعایت آج بھی طلب ضروریات

مؤثر المصنفین دارالعلوم حقانیہ کوثر خٹک ضلع پشاور پاکستان

مؤثر المصنفین کوثر خٹک (پشاور)

اعلیٰ بناؤٹ

دل کشن و صنع

ولن فیتہ رنگ کا

حسین امتیاز

دنیا کے مشہور

SANFORIZED

REGISTERED TRADE MARK

سینفورائزڈ یا رچھا

سکرٹے سے محفوظ

۲۰ ایس سے ۸۰ ایس کی سوٹ کی

اعلیٰ بناؤٹ

گل احمد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

ستار چیمبرز

۲۹- ویسٹ وارف کراچی

ٹیلیفون

۲۲۸۶۰۵۰ ۲۲۳۹۹۲

۲۲۵۵۳۱



ہنگامہ :- آباد ملز



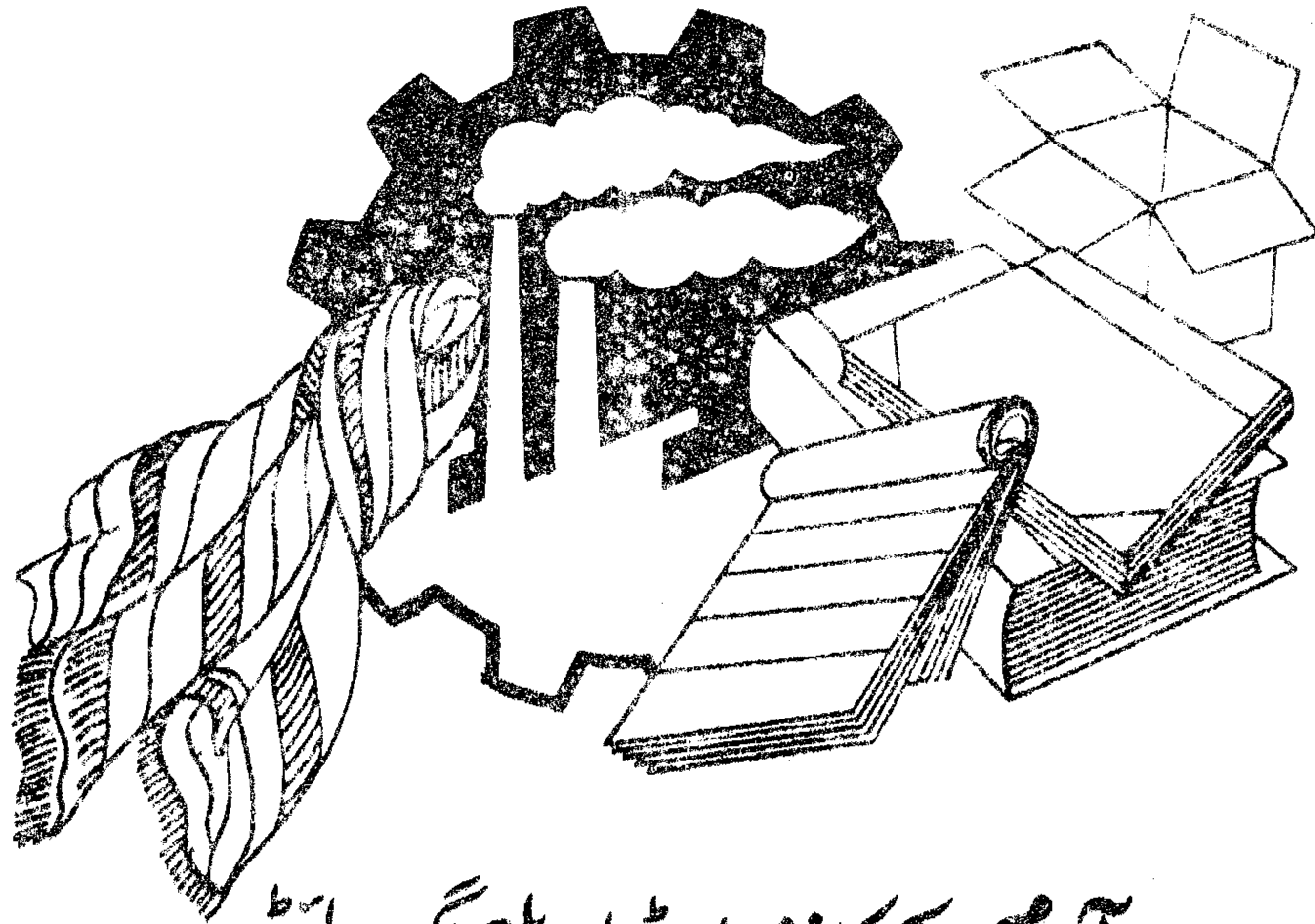
کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

 brother KNITTING MACHINE	 SARAUULLA CARPET YARNS	 Chashma BLANKETS	 ABC KNITTING YARNS
--	---	---	--

ثناء اللہ وولن ملز پرائیویٹ لمیٹڈ
 قیسری منزل پٹیو راماسینیٹر
 فاطمہ جناح روڈ، کراچی
 فون: ۵۱۶۰۳۳-۵۱۶۰۳۵

adcom-128

پاکستان کی اقتصادی ترقی میں قدم بہ قدم شریک



آدمجی کے کاغذ - بورڈ اور بلیچنگ پاؤڈر

adamjee

آدمجی پیپر اینڈ بورڈ ملز لمیٹڈ

آدمجی ہاؤس - پی۔ او بکس ۴۳۳۲ - آئی۔ آئی چندریگر روڈ، کراچی ۷



باہمت لوگ عظیم کارنامے پاکستان آرمی میں کمیشن حاصل کیجئے پی ایچ ای کے لانگ کورس

۳۔ ابتدائی انتخاب:

(الف) ایسے امیدوار جو خود اس کورس کے اہل سمجھے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ مندرجہ ذیل آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ مرکز پر ابتدائی انتخاب کیلئے ۲۱ مئی اور ۲۲ جون ۱۹۸۳ء کے درمیان کسی دن (سوائے جمعہ اور پھیلپوں کے) بذاتہ خود حاضر ہوں۔

- ۱۔ پشاور ۲۔ راولپنڈی ۳۔ لاہور
- ۴۔ ملتان ۵۔ حیدرآباد ۶۔ سکراچی
- ۷۔ سکرمٹھ

(ب) شمالی علاقوں کے بے یونیورسٹی اور پی ایچ ای لانگ کورس کے امیدواروں کا ابتدائی انتخاب کلاکت اور اسکندہ میں مندرجہ ذیل پرنسپل کے تحت ہوگا۔

- ۱۔ پرنسپل سکول کلاکت ۲۱ مئی تا ۲۷ مئی ۱۹۸۳ء
- ۲۔ گورنمنٹ کالج اسکندہ ۲۸ مئی تا ۳۱ مئی ۱۹۸۳ء

۴۔ مزید انتخاب:

(الف) ایسے تمام امیدوار جن پر آرمی سلیکشن اینڈ ریکروٹمنٹ مرکز میں انتخاب ہو گیا ہو میڈیکل بورڈ ان کا طبی معائنہ کرے گا۔ اور جو امیدواروں پر فریڈینس جوائنٹ کے آئی ایس بی ان کا امتحان ادا ہوا اور انہیں انٹر ویک کرے گا۔

(ب) آرمی انتخاب جی۔ ایک کیو میں ہوگا۔

نوٹ: مندرجہ ذیل دستاویزات اپنے ساتھ لانا

- (الف) انسانی میٹرک اور ایڈمیڈیٹ سرٹیفیکیٹ۔
- (ب) نیشنل سروس ٹریننگ سرٹیفیکیٹ (صرف مجاہد/جانباز فورس) اور جہاں ضرورت ہو، ٹریننگ کی میعاد بھی بتانی جائے گی۔
- (ج) کلاس II گریڈیڈ افسر سے تصدیق شدہ چار پاسپورٹ سائز تصویریں، ان میں سے ایک تصویری پر تصدیق شدہ سوا اور تہیہ تین کی پیشکش پر تصدیق کی جائے گی۔
- (د) پرنسپل کلاس II گریڈیڈ افسر کا دیا ہوا آفیسر پرٹیفیکیٹ۔
- (ه) پیشہنی سرٹیفیکیٹ (آزاد کشمیر کے شہریوں اور اسٹیٹ سرجیکل کلاس II کے لئے)

۱۔ اگر آپ حسب ذیل شرائط پوری کرتے ہوں تو آپ کے لئے پی ایچ ای لانگ کورس (دائیں آئینہ نظر) کے ذریعہ فوج میں کمیشن حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔

(الف) عمر (کم سے زیادہ) ۱۹ تا ۲۵ سال

۱۔ سولہ سال سے ۱۷ سال

۲۔ مزید سروس

(صرف پاکستان) ۱۷ سے ۲۳ سال

۳۔ عمر میں باہمت۔ صرف ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایکٹ خاص ٹریننگ نیشنل سروس ٹریننگ (صرف مجاہد/جانباز فورس) میں گزاری ہو یا ٹریننگ کیمپ میں سرٹیفیکیٹ پیش کر سکیں۔

(ب) ازدواجی حیثیت: غیر شادی شدہ (افواج پاکستان کے سروسنگ میں شامل ہونے والے جوانوں کے لئے یہ شرط نہیں ہے)۔

(ج) تعلیمی قابلیت: ایسے امیدوار جن کے مساوی (ایسے طلباء جنہوں نے انٹر میڈیٹ کی پوری پڑھائی کر لی ہو، درخواست دے سکتے ہیں)

(د) شہریت: پاکستانی شہری (د) ہونا لازمی ہے۔ آزاد کشمیر کے شہری درخواست دہندگان کو اس آئی ایس بی درخواست دے سکتے ہیں۔ (پشیمانی سرٹیفیکیٹ لازمی ہے)

۲۔ نا اہلیت:

(الف) ایسے امیدوار جن کو آئی ایس بی/سول سلیکشن بورڈ نے سکرین آؤٹ کر دیا ہو یا دوبارہ سکرین کر دیا ہو۔

(ب) ایسے امیدوار جنہیں آرمی بورڈ نے میڈیکل بورڈ نے جہاں بھی طور پر نا اہل قرار دیا ہو۔

(ج) ایسے امیدوار جنہیں کسی میڈیکل بورڈ نے مستقل جہاں بھی طور پر نا اہل قرار دیا ہو۔ اس کے علاوہ اس فیصلہ کو اہل میڈیکل بورڈ نے کانسیدم قرار دیا ہو۔

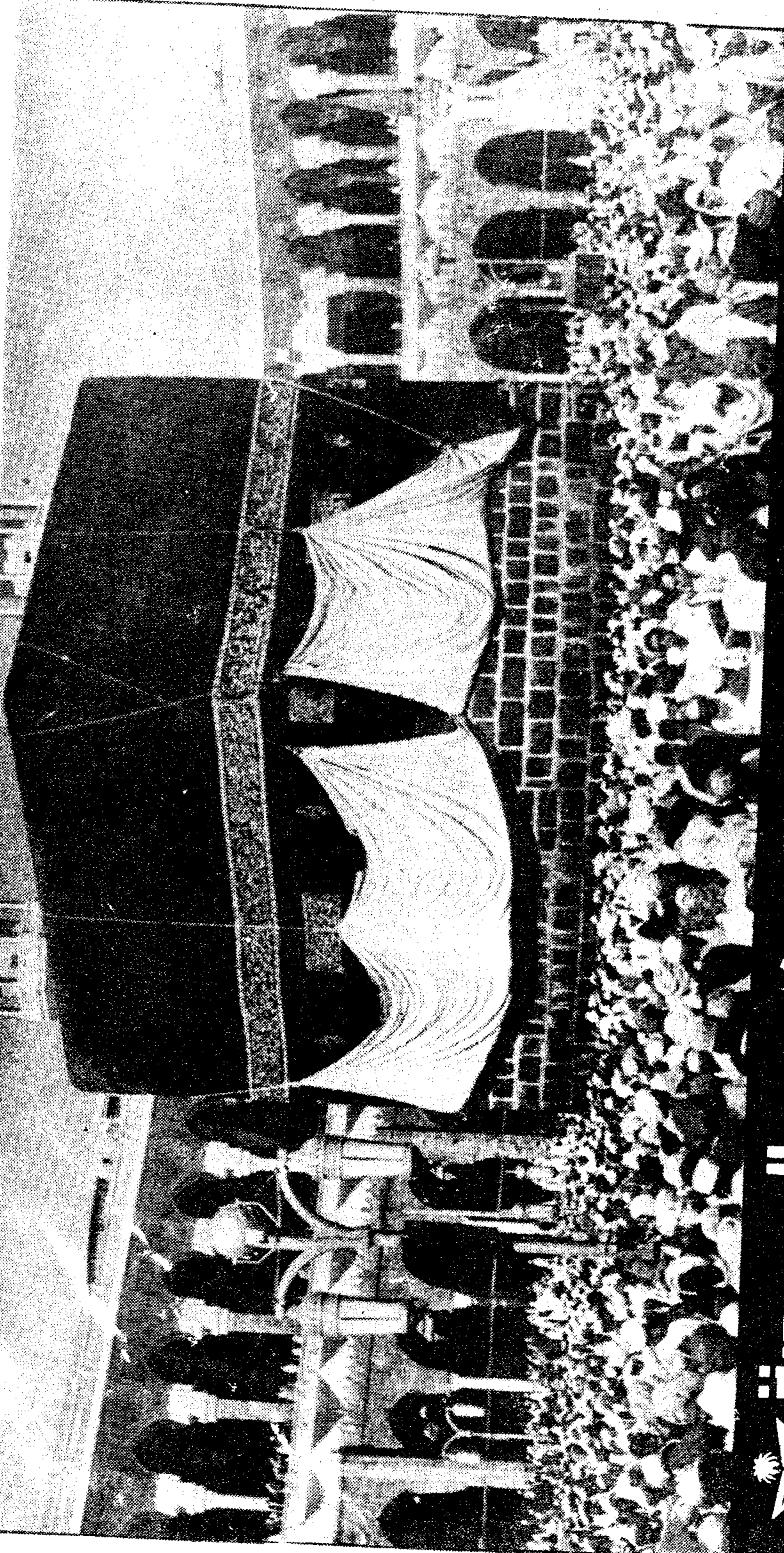
(د) ایسے امیدوار جنہیں فوج، بحریہ یا ایئر فورس کے طبی/اسٹیشنرٹ سے مستعفی ہوئے ہو یا انہیں کوئی ایسی بیماری ہو جس سے فوجی ملازمت یا افواج سے فارغ یا برطرف کر دیا گیا ہو۔



پاکستان آرمی

بے لوث خدمت۔ بے خوف قیادت

”پیشک سب سے پہلی عبادت گاہ جو ان انوں کیلئے تہذیب رہی وہ ہے، جو مکہ میں واقع ہے۔“ (الفتح)



السمودية



سمود کا عربی اخبار
کئی ایڈٹ

ہماری دینک آپ کے لئے چشم براہ ہے

کیوں نہ آپ بھی سفر کے دوران میں مقدس سرزمین
میں وقت گم کر کے عمر و زیارت کی سعادت حاصل کریں۔

ایم سی بی رُوبہ ترقی معیشت کے فروغ میں مدد دینے کیلئے

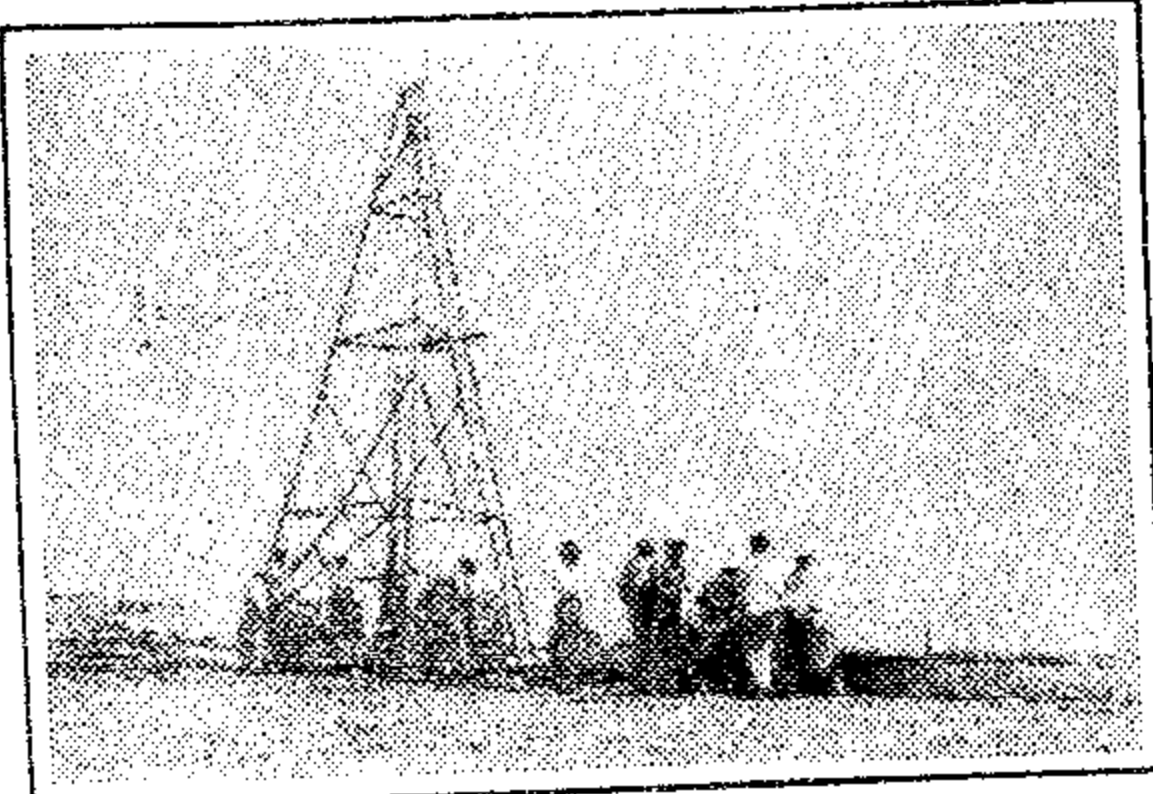
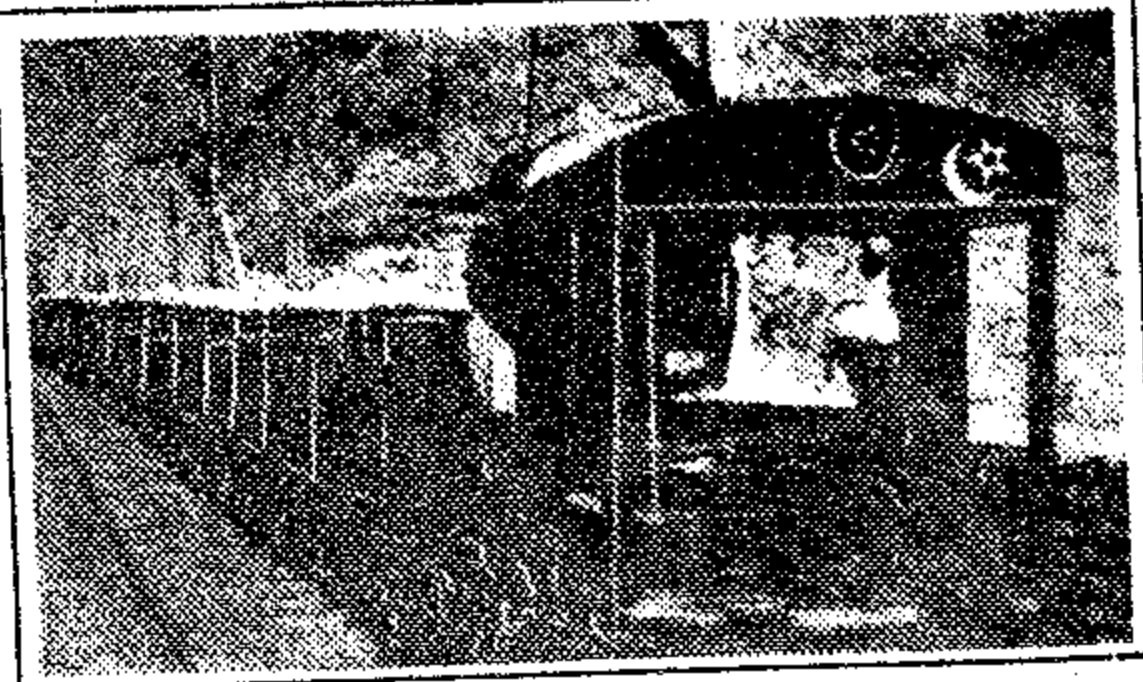
ایم سی بی کو قوم کی اقتصادی ترقی میں اپنی عاجزانہ خدمات پر فخر ہے۔
اور وہ ایک اور سال کے دوران متواتر
اقتصادی ترقی کا منتظر ہے۔

- ۱۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء کو ختم ہونے والے سال کے دوران ایم سی بی کی ترقی تمام جہتوں میں قابلِ تعریف رہی ہے۔ بینک کے ڈپازٹس بڑھ کر ۳۵۷۲ ملین روپے تک پہنچ گئے۔ یعنی سابقہ سال کے مقابلے میں ۱۷۶۰۳ فیصد کا اضافہ ہو گیا۔
- ۲۔ ایم سی بی کا پری ٹیکس منافع بڑھ کر ۴۶۱۲۵ ملین روپے تک پہنچ گیا۔ یعنی سابقہ سال کے مقابلے میں ۳۲۶۵۷ فیصد اضافہ ہو گیا۔
- ۳۔ بینک کے ادائیغہ سرمائے اور ریزرو فنڈز کا مجموعہ ۳۸۷ ملین روپے ہو گیا۔
- ۴۔ ایم سی بی کی معرفت بیرون ملک سے پاکستان بھی جانے والی رقم بڑھ کر ۳۲۱۰ ملین روپے تک پہنچ گئی۔ یعنی گزشتہ سال کے مقابلے میں ۱۴۷۱۲ فیصد اضافہ ہو گیا۔
- ۵۔ ایم سی بی نے گزشتہ سال ۱۹۸۲ء میں جی جی ڈی کو سٹوکیسٹ کی سب سے بڑی تعداد کی سروس کی اور اس طرح تمام بینکاروں میں "فرسٹ پوزیشن" حاصل کی۔





ہم معدنی دولت فسراہم کرتے ہیں



ہم جان چکے ہیں ڈال کر اور بے رحم و صبر آزا حالات سے جنگ کرتے ہوئے صنعتی اور معاشی ترقی کے لئے انتہائی ناگزیر معدنی دولت فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن کا بنی کھنڈے میں خصوصی بھارت کی طرف سے اور معدنی پیداوار حاصل کرنے کے لئے تقریباً دس ہزار لاکھوں (جن میں جو سائنسٹس، انجینئرز، کانکن اور دیگر مہتمم بھی شامل ہیں) کا پیش ہاتھ تعاون حاصل ہے۔ ۱۹۷۴ء میں اپنے قیام کے بعد سے پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن نے ملک کی معدنی دولت کی تلاش، کانکن اور مارکیٹنگ کی جانب تیزی سے پیش قدمی کی ہے اور راہ ترقی پر ہلے جوش و خروش سے کام لے رہے ہیں۔

پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن - ملک میں معدنی ترقی کے لئے کوشاں

پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن

پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی ہاؤس۔ کراچی



دادا جیپن دیے کی روشنی میں پڑھتے تھے

اپنے بچوں پر ایسا وقت نہ آنے دیجئے
روشن تر مستقبل کے لیے روشنی بجائیے
آنے والے وقتوں کی پکار — توانائی بجائیے

مکمل تفصیلات کے لیے رجوع فرمائیں
ڈائریکٹوریٹ جنرل آف انرجی ریسورسز
مرکان نمبر ۳ سٹریٹ ۸۸ آٹارک سٹ
اسلام آباد فون: ۲۷۶۶۴





پاکستان معاشی ترقی اور خوشحالی کے دور میں داخل ہو چکا ہے۔ اسلامی نظام معیشت کے نفاذ سے قوم میں اب ایک نیا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ حبیب بینک بھی پورے اعتماد کے ساتھ ملک کے درخشاں مستقبل کے لئے کوشاں ہے۔

نفع و نقصان سبب شراکتی نظام کو عوام میں جی بھرتی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ یہ نئی برائی کو سب سے دین سے نجات دلاتا ہے اور برابری کی بنیاد پر جدید بینکاری کی سہولتوں سے مستفید ہونے کے لئے آواز م بلند کر رہا ہے۔ یہ ضرورت کے عین مطابق ہے۔

حبیب بینک گذشتہ چالیس سال سے قوم کے اقتصادی اٹھانوں اور انگلیوں کو مدد دیتے ہوئے بینکاری کی خدمت کر رہا ہے اور اس طرح بہتر سے بہتر خدمت انجام دینے میں کوشاں رہتا ہے۔

حبیب بینک لمیٹڈ

ہم آپ ہی کی بہتر خدمت کے لئے آپ کا تعاون چاہتے ہیں۔

نامزدگی

کیا آپ نے اپنی پالیسی میں نامزدگی کا اندراج کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو مہربانی کر کے اس
جلد کروادیں۔

پالیسی کی تفویض

جب پالیسی کسی کے نام تفویض کی جاتی ہے تو سابقہ ورژن کی نامزدگی منسوخ ہو جاتی ہے۔ اگر
پالیسی دوبارہ آپ کے حق میں منتقل ہو تو ورژن کی نامزدگی از سر نو کرانا نہ بھولئے۔

مقررہ مدت میں واجب الادا پر بیمہ کی ادائیگی

اسٹیٹ لائف کی طرف سے ادائیگی کی یاد دہانی باقاعدہ طور پر کرائی جاتی ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے
کہ کبھی کسی وجہ سے آپ تک نہ پہنچ سکے۔ اس لئے ادائیگی کی مقررہ تاریخ یاد رکھئے اور اپنا پریمیم
ہمیشہ وقت پر، اور بہر صورت رعایتی مدت کے اندر ادا کر دیجئے۔

پریمیم کی ادائیگی کا طریقہ

رسید بلا تاخیر حاصل کرنے کیلئے اپنا پریمیم اپنے علاقائی دفتر کو بذریعہ رجسٹری ڈاک، چیک یا صورت
میں بھیجئے۔ چیک اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان ہی کو قابل ادائیگی ہونا چاہئے۔

بیمہ کی تبدیلی

بیمہ تبدیل ہونے کی صورت میں اپنے علاقائی دفتر کو مطلع کرنا نہ بھولئے اور تمام مراسلات میں اپنا
پالیسی نمبر ضرور لکھئے۔

عمر کا اندراج

کیا آپ نے اپنی پالیسی میں عمر کا اندراج کر لیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ مہربانی فوری اندراج فرمائیے۔
اگر آپ کو ۱۵ دن کے اندر مراسلے کا جواب نہ ملے تو سب ذیل پتے پر مطلع کریں۔

ایگزیکٹو ڈائریکٹر (پرائیویٹ)

اسٹیٹ لائف



انشورنس کارپوریشن آف پاکستان

پرنسپل آفس، بی۔ او۔ بکس نمبر ۵۷۲۵، کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِنَّا لِلّٰهِ حُبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے

توانائی میں بچت کیجئے

اپنے کے ملک کاروباروں روپیہ توانائی پر خرچ ہوتا ہے۔ اس کے بے جا استعمال سے گریز کیجئے۔ یاد رکھیے! پٹرولیم پر حکومت روزانہ ۵ کروڑ روپے کا زرمبادلہ خرچ کرتی ہے۔ گیس کے استعمال پر بیرون ملک قیمت کے لحاظ سے روزانہ ۶ کروڑ روپے بجلی کی پیداوار پر حکومت کا خرچ ۲۰۵ کروڑ روپے روزانہ ہوتا ہے۔ پٹرول، ڈیزل، مٹی کاتیل، قدرتی گیس، بجلی ہمارے لئے نعمتیں ہیں۔ ان کا ضیاع مت کیجئے۔ توانائی کے استعمال میں بچت روزمرہ کی زندگی کا اصول بنائیے۔ اس نذر دھن کل کی ضرورت ہے

ادارہ وسائل توانائی حکومت پاکستان



AL-HAQ

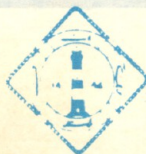
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَمْرَسَلْنَاكَ
 شَٰهِدًا وَّ مُّبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا
 وَّ دَاعِیًا اِلٰی اللّٰهِ بِاِذْنِهِ وَّ سِرًا جَٰمِعًا ۝

پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب رکوع ۵ آیت ۴۵، ۴۶

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے
 کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے)
 ڈرنے والے ہیں اور (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلائے والے ہیں۔ اور
 آپ ایک روشن چمکندہ ہیں۔

O Prophet ! truly We have sent thee
 as a Witness, a Bearer of glad
 tidings, and a Warner, and as
 one who invites to Allah's (Grace)
 by his leave. And A Lamp Spreading Light

Karachi Port Trust



The Port of Pakistan